اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مولانا مفتی محمود
مدظلہ

## جمیعۃ علمأ اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور

نے جیل سے ایک بیان میں اسلامیان پاکستان سے اپیل کی ہے کہ وہ ملک میں مکمل اسلامی نظام کے قیام تک اپنی جدوجہد بھرپور طریق سے جاری رکھیں. انہوں نے فرمایا کہ موجودہ عوامی تحریک اپنی ہمہ گیری اور وسعت کے اعتبار سے ایک مثالی تحریک ہے اور تحریک خلافت کے بعد ایسی تحریک کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے کہا کہ قوموں کی زندگی میں اس قسم کے سنہری مواقع بہت کم آتے ہیں آج جبکہ قدرت نے پوری قوم کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ حصولِ مقصد تک آرام سے نہ بیٹھیں۔ انہوں نے اسلامیانِ پاکستان کے جذبہ کو سراہتے ہوئے امید ظاہر کی کہ یہ کاروان بہت جلد منزلِ مقصود پر پہونچ جائے گا۔

یہ دین برابر قائم رہے
گا اور اس کے لئے
مسلمانوں کا ایک طبقہ
لڑتا رہے گا یہاں تک
کہ قیامت آجائے

——— حدیث

# قنوت نازلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِیْ مَنْ هَدَیْتَ ○ وَعَافِنَا فِیْ مَنْ عَافَیْتَ ○ وَتَوَلَّنَا فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ ○
وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَا اَعْطَیْتَ ○ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ ○ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی
عَلَیْكَ ○ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ ○ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ ○ تَبَارَكْتَ
رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ ○ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَیْكَ ○ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ
وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰی عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ اٰمِیْنَ ○
اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ وَیُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَیُقَاتِلُوْنَ
اَوْلِیَاءَكَ ○ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَیْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ
بَأْسَكَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ وَلِّ اُمُوْرَنَا خِیَارَنَا وَلَا تُوَلِّ اُمُوْرَنَا شِرَارَنَا وَارْزُقْنَا حُكُوْمَةً صَالِحَةً
عَادِلَةً تَرْعٰی عِبَادَكَ وَبِلَادَكَ عَمَّا یُوْجِبُ مَقْتَكَ وَغَضَبَكَ وَصَلَّی اللّٰهُ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ○

آج کل یہ دعاء قنوتِ نازلہ نمازِ فجر میں دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قومے میں امام صاحب کو جہر سے پڑھنا چاہیے
اور مقتدین ہر جملے پر آہستہ سے آمین کہیں — اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو معاف فرمائیں اور صالح حکومت نصیب فرمائیں آمین

محمد یوسف بنوری

ادارایہ    اکرام القادری



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر [illegible]
جمعۃ المبارک ۱۵ اپریل ۱۹۷۷ء ۲۶ ربیع الثانی

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ــــ روپے
ششماہی
۲۳ ــــ روپے
سہ ماہی ــــ ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

یعقوب علماء اسلام پاکستان

# اب انتظار کس بات کا ہے؟

جہاں تک موجودہ انتخابات اور اس کے نتیجے میں وجود میں آنے والی قومی اور صوبائی اسمبلیوں کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ ایک مفاد پرست مخصوص طبقہ کے علاوہ پوری قوم ان اسمبلیوں کے وجود کو تسلیم نہیں کرتی اور یہ حقیقت اس قدر واضح ہو چکی ہے کہ ہر وہ شخص جس میں ذرا بھی دیانت و جرأت ہے ہمارے اس دعوے کی تکذیب و تغلیط نہیں کر سکتا۔

صوبائی اسمبلیوں کے بائیکاٹ اور ملک گیر مکمل ہڑتال کی شکل میں جو کچھ نام نہاد حکمران ٹولے اور بین الاقوامی پریس کے نمائندوں نے دیکھا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس کے بعد گرفتاریوں اور مظاہروں کی شکل میں جو چیز سامنے آ رہی ہے وہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے باوجود موجودہ نام نہاد اسمبلیوں کے خلاف ساری قوم میدان میں اُتری ہوئی ہے۔ تیس چالیس ہزار اہل دیوار زنداں جا چکے ہیں۔ ہزاروں آدمی زخموں سے نڈھال ہسپتالوں میں درد و کرب میں مبتلا ہیں۔ سینکڑوں انسان جام شہادت نوش کر چکے ہیں، مگر حکمران طبقے کی امیدوں کے برعکس تحریک آگے بڑھی ہے، پیچھے نہیں ہٹی۔ قائدینِ تحریک کے پابہ زنجیر کر دیئے جانے کے بعد بھی تحریک رواں دواں ہے اور عوام جعلی اسمبلیوں کے وجود کے خلاف آخری وقت تک لڑنے کا دم خم لیکر جدوجہد کر رہے ہیں — !

کراچی سے لے کر خیبر تک چاروں صوبوں کے عوام تاریخ کے بدترین انتخابی ڈھونگ کے خلاف متفقہ اور متحدہ قوت کے ساتھ سینہ سپر ہیں اور بیک آواز صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں، عوام دوٹ کے تقدس کی بحالی، جمہوری اقدار کے فروغ، شہری آزادیوں کی بازیابی، ہنگامی حالات کے خاتمہ اور ملک میں نفاذ شریعت کی بات کر رہے ہیں اور نام نہاد حکمران اس کا جواب لاٹھی چارج آنسو گیس، بندوقوں، رائفلوں اور سنگینوں سے دے رہے ہیں۔

چاروں صوبوں میں جعلی اور غیر نمائندہ اسمبلیوں کے اجلاس پولیس، ایف، ایس ایف اور دیگر نیم فوجی تنظیموں کی سنگینوں کے سائے میں ہوتے رہے ہے۔ عوام مظاہرہ کرتے رہے کہ ان ممبران اسمبلی کو ہم نے ووٹ نہیں دیئے نا ہی یہ ہمارے نمائندے ہیں، مگر آنسو گیس لاٹھی اور گولی کے بل پر کاغذی کارروائیاں مردہ دلی سے مکمل کی جاتی رہیں۔

۹ اپریل کو پنجاب اسمبلی کے نام نہاد اجلاس کے موقع پر جو کچھ ہوا وہ غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ پوری قوم کے سامنے آ چکا ہے۔ نہتے عوام کو جس قسم کے وحشیانہ ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا اس کی مثال فرنگی کے دورِ استبداد میں بھی نہیں ملتی۔ اس قتل و غارت اور دہشت گردی کی وجہ سے نہ صرف لاہور اور پنجاب ہی میں

باقی آخری صفحہ

# 26 مارچ — ایک خون آشام دن

محمد شعیب الرحمٰن

## اُس دن خانیوال نے نظامِ مصطفےٰؐ کیلئے اپنا پہلا نذرانہ پیش کیا

وطن عزیز کے دوسرے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں کی طرح خانیوال میں بھی سر روز نماز عصر کے بعد کسی مسجد سے عظیم الشان جلوس نکالا جاتا ہے۔ جوشیلے نعرے لگاتے جاتے ہیں۔ نوجوانوں کا ایک گروپ بھٹو کا سیاپا کر رہا ہوتا ہے۔ رضا کارانہ طور پر گرفتاریاں پیش کی جاتی ہیں۔ یوں دفعہ ۱۴۴ اور اس کے نافذ کرنے والوں کی عقل و ہوش کے پرزے اڑائے جاتے ہیں۔

مورخہ ۲۶ مارچ کو یہ عمل اپنے معمول سے اس لئے مختلف تھا کہ اس روز نام نہاد قومی اسمبلی کا "اجلاس" ہونا قرار پایا تھا۔ مرکزی قائدین کرام کی ہدایت کے مطابق پورے شہر میں مکمل ہڑتال تھی۔ حتیٰ کہ پیپلز پارٹی کے عہدیداران کی دکانیں بھی بند تھیں۔

ساڑھے نو بجے کے قریب سبزی منڈی کی مسجد سے ولولوں اور حوصلوں سے بھرپور احتجاجی جلوس گرفتاریاں پیش کرنے کے لئے جامع مسجد روڈ کی جانب روانہ ہوا۔ جلوس چند قدم ہی چل پایا تھا۔ کہ مقامی قائدین کو معلوم ہو گیا کہ راستے میں مختلف مکانوں کی چھتوں پہ پیپلز پارٹی کے "سورما" آتشیں اسلحہ سے لیس ہو کر پر امن تحریک کو سبوتاژ کرنے کا پروگرام ترتیب دیتے بیٹھے ہیں۔ پاکستان قومی اتحاد چونکہ اس تحریک کو تشدد اور خون خرابے کے راستے کی بجائے امن و سکون سے کامیابی و کامرانی کی منزل تک پہنچانا چاہتا ہے۔

لہٰذا مقامی قائدین نے راستہ تبدیل کر کے سبزی منڈی اور گوشت مارکیٹ والی سڑک کو اپنا لیا۔

پولیس چونکہ معمول کے مطابق راستے میں رکاوٹیں کھڑی کئے ہوئے تھی۔

لہٰذا اسے جب جلوس کے راستے کی تبدیلی کا علم ہوا۔ تو لاٹھی گولی کی سرکار نے اپنی تضحیک پر محمول کیا۔ اور جھنجھلاتے ہوئے انداز میں تنگ گلیوں سے ہوتی ہوتی جنت روڈ پر پہنچ گئی۔ شرکائے جلوس کا اصرار تھا کہ وہ چوک سنگلانوالہ میں اپنی گرفتاریاں پیش کریں گے۔ ابھی مظاہرین اور پولیس میں اصرار و انکار کا تبادلہ ہو رہا تھا کہ پیپلز پارٹی کے ایک حامی کے گھر سے پولیس پر پتھراؤ شروع ہو گیا یہ گویا ہنگامے کے لئے طرح مصرع تھا۔ پولیس بھی اسی انتظار میں تھی۔ انہوں نے بغیر کسی نوٹس کے مجمع پر لاٹھی چارج کے "جوہر" دکھانا شروع کر دیئے ساتھ ہی تیز آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے۔

دراصل پولیس اور حکام نے عوام کے جوش و جذبہ سے متعلق جو اندازے لگائے تھے۔ وہ قطعی غلط تھے۔ آنسو گیس کے گولوں اور لوہے کی شام چڑھی مضبوط لاٹھیوں نے عوام کے غیظ و غضب کو اور بھڑکا دیا۔ عوامی چوک سے سنگلانوالہ چوک تک (اب ظفر شہید چوک) اکبر بازار، جامع مسجد روڈ، کچہری بازار غرض ہر طرف گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔ ذرا سی دیر میں پولیس اور سول حکام کی حماقت اور بے جا ضد نے شہر بھر کے امن و سکون کو ہلا کر دیا۔ پولیس جو اپنی فرعونیت اور بے رحمانہ تشدد کی وجہ سے ظلم کی علامت پا چکی ہے۔ عوام کے بے قابو جذبے اور جوش کی تاب نہ لا سکی۔ دائیں بائیں اوپر نیچے کے شدید پتھراؤ سے وہ اپنے حواس گم کر بیٹھی۔ خانیوال کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اسسٹنٹ کمشنر منہ سے جھاگ اڑاتے ادھر سے ادھر بھر رہے تھے۔

آج آمر و غاصب کی محافظ پولیس عوام کے ہتھے چڑھ چکی تھی۔ گو وہ اسلحہ سے لیس تھے۔ اور سروں پر فولادی ٹوپیاں چڑھائے ہوئے تھے اور مقابلے میں نہتے عوام تھے۔ مگر خانیوال کے غیرت مند اور باشعور عوام نے ثابت کر دیا کہ جب جذبے آہن پوش ہو جائیں تو موت کے رینگتے سائے بدک جاتے ہیں اور وہ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ پولیس اور سول حکام بے بس ہو گئے۔ تو فوج طلب کر لی گئی۔ پاک فوج نے ہوائی فائرنگ کی۔ عوام نے فوج کو دیکھ کر پاک فوج زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے اور فوجی حکام کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ فوج نے عوام کو پر امن رہنے کی تلقین کی۔

عوام کی جانب سے مطالبہ کیا گیا کہ پولیس واپس چلی جائے۔ نتیجتاً پولیس واپس بھیجنے کے احکامات ہوئے۔ اب پولیس کی کھسیانی بلی نے کھمبا یوں نوچا کہ بندوق کی بیرل کا رخ عوام کی طرف کر دیا گیا۔ تقریباً پون گھنٹہ تک اندھا دھند فائرنگ کی گئی۔ جہاں خان ایس، ایچ، او (جس کو فوری ترقی دے کر انسپکٹر بنا دیا گیا) نے یکے بعد دیگرے کئی فائر کئے۔

راقم الحروف نے سنگ و آہن کی اس

باقی صـ۶ پر

# امریکی وزیر خارجہ کے دورۂ ماسکو کی ناکامی کے اسباب

## امریکی حکومت یکطرفہ فایدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے

تحریر۔ عنایت اللہ خان

امریکی وزیر خارجہ کا پہلا دورۂ ماسکو حسب توقع ناکام ہوگیا ہے۔ گوکہ امریکہ کی جانب سے اس ناکامی کی ذمہ داری روسیوں پر ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس رویہ کو ناکام بنانے کی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد ہی وزیر خارجہ سائرس وانس ماسکو روانہ ہوگئے تھے۔ اور جان بوجھ کر ایسی تجاویز بھی ساتھ لے کر گئے تھے کہ کریملن مشتعل ہوجائے یا کم از کم ان تجویزوں کو رد کردے اور روسیوں نے اس امریکی رویے پر مشتعل ہونے کی بجائے صرف امریکی تجویزوں کو رد کرنے پر اکتفا کیا اور مذاکرات کو آیندہ بھی جاری رکھ کر کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ماہرین کی کمیٹیاں قائم کرنے کی تجویز پیش کی جسے امریکیوں نے چار و نا چار قبول کر لیا ہے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ سائرس وانس کی ماسکو روانگی سے امریکی حکومت کی جانب سے صدر کارٹر نے بذات خود روس کے داخلی معاملات کے بارے میں بعض سخت بیانات دیئے۔ کوئی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے بیانات کا سخت ردعمل ہونا چاہیے تھا۔ اور وہ ہوا۔ مگر اس کے باوجود روسیوں نے سائرس وانس کے دورۂ ماسکو کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ انہیں عالمی اہمیت کے معاملات پر امریکہ کی نئی حکومت سے مذاکرات کر کے کسی مثبت نتیجہ پر پہونچنے کی امید تھی۔ ان عالمی مسائل میں انتہائی تباہ کن جوہری ہتھیاروں کو محدود کرنے، ایٹمی ہتھیاروں کے تجربوں پر پابندی لگانے، مہلک کیمیائی ہتھیاروں کو تباہ کرنے، بحر ہند کو خطۂ امن بنانے اور مشرق وسطیٰ کے تنازعے کے تصفیہ کے لیے جنیوا کانفرنس بلانے کے مسائل شامل تھے۔ ان میں سے مشرق وسطیٰ کا مسئلہ ایسا تھا کہ جس کے بارے میں صدر کارٹر نے اپنی انتخابی مہم کے دوران سابقہ حکومتوں پر تنقید کی تھی کہ انہوں نے اسرائیل کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ غرض وہ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کو اور زیادہ مضبوط اور زبردست دیکھنے کے متمنی ہیں چونکہ مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کا کوئی بھی فیصلہ عربوں کی حقوق کی بحالی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اس مسئلہ پر کسی تصفیہ سے بچنے کے لیے صدر کارٹر نے روسیوں کے ساتھ مذاکرات کے پورے ایجنڈے کو تارپیڈو کرنے کا فیصلہ کیا اور اس غرض سے انہوں نے ۱۹۷۴ء میں ولادی واستک میں صدر فورڈ اور جنرل سیکرٹری برزنیف کے درمیان تخفیف اسلحہ پر ہونے والے سوویت امریکی معاہدے میں ترمیم کا مطالبہ کیا۔ صدر کارٹر کے اس مطالبہ نے جہاں روس اور امریکہ کے درمیان نتیجہ خیز مذاکرات کو ناممکن بنا دیا وہاں امریکہ اور روس کے درمیان ہونے والے تمام معاہدوں کے مستقبل کو مشکوک بنا دیا۔ اس لیے کہ صدر کارٹر آیندہ آنے والی حکومتوں کے لیے ایک خطرناک مثال چھوڑنا چاہتے ہیں کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو بین الاقوامی تعلقات اور قوانین کو شدید دھکا لگے گا، کیونکہ اگر آج صدر کارٹر سابق حکومتوں کی جانب سے روس کے ساتھ کیے ہوئے معاہدوں میں ترمیم چاہتے ہیں تو اسکی ضمانت کون دے گا کہ صدر کارٹر کے بعد آنے والی امریکی حکومت صدر کارٹر کی جانب سے کیے ہوئے معاہدے کو برقرار رکھے گی؟ یا سابق حکومتوں کی جانب سے دیگر تمام ملکوں کے ساتھ جو معاہدے کیے گئے ہیں صدر کارٹر ان میں بھی ترمیم کا مطالبہ نہ کریں گے۔

سائرس وانس کے دورہ ماسکو کے درمیان میں تخفیف اسلحہ پر ہونے والے سوویت امریکی مذاکرات اس لیے بھی اہم ہیں کہ تحدید اسلحہ کے بارے میں دونوں ملکوں کے درمیان ۱۹۷۲ء میں جو عبوری سمجھوتہ ہوا تھا اس کی میعاد اس سال اکتوبر میں ختم ہو رہی ہے اور اس کی جگہ ۱۹۷۴ء کے ولادی واستک معاہدے میں طے شدہ اصولوں کے مطابق دونوں ملکوں کو ایک نیا معاہدہ کرنا ہے۔ ۱۹۷۲ء کے معاہدے میں دونوں ملک اس بات پر راضی ہوگئے تھے کہ وہ اپنے بلاسٹک میزائلوں کی تعداد ۲۴۰۰ سے زیادہ نہیں بڑھائیں گے۔ مگر اپنے حالیہ دورے کے دوران سائرس وانس نے روس کے جدید مگ ۲۵ طیارے کو بھی مہلک ہتھیاروں میں شامل کرتے ہوئے سوویت یونین سے مطالبہ کیا کہ وہ یکطرفہ طور پر اپنے خطرناک اسلحہ میں نصف کی حد تک کمی کرے، یا پھر امریکہ کے کروز میزائلوں کو ۱۹۷۲ء کے معاہدے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ یہ دونوں مطالبے ایسے ہیں جس سے امریکہ کو یکطرفہ فایدہ پہونچتا ہے۔ ظاہر ہے روسیوں کے لیے یہ تجویز ناقابل قبول ہی ہوسکتی تھی ـــ!

جہاں تک امریکی حلقوں کا تعلق ہے کہ

امریکی اخباروں اور حکام کا کہنا ہے کہ امریکی حکومت کو پہلے سے معلوم تھا کہ جو تجویزیں وہ پیش کر رہی ہے وہ سوویت یونین کے لیے ناقابل قبول ہیں۔ اس کا بہرحال ابھی یہ مطلب نہیں نکالنا چاہیے کہ کارٹر حکومت تخفیف اسلحہ پر اب تک جو پیش رفت ہوئی اس سے پیچھے ہٹنا چاہتی ہے اور دیتاں کی موجودہ فضا کو ختم کر کے سرد جنگ کا ماحول پھر سے بحال کرنا چاہتی ہے۔

سائرس وانس کے دورہ کی ناکامی پر تبصرہ کرتے ہوئے سوویت وزیر خارجہ آندرومرے گرومیکو نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ سوویت یونین ولادی واسٹک معاہدے کی فراہم کردہ بنیادوں کو قائم رکھ کر مہلک ہتھیاروں میں کمی کے سلسلے میں سوویت۔ امریکی تعاون کو آگے بڑھانے کے حق میں ہے، تاہم امریکہ میں بعض لوگ ایسے ہیں جو سنجیدہ مذاکرات کی بجائے ایک ایسی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں جس میں دوسرے فریق کو بے وقوف بنایا جا سکے۔ اسی لیے وہ کروز میزائلوں اور ایٹمی ہتھیار بردار جہازوں کو درمیانہ قسم کے بمبار طیاروں کو ایک جیسے قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ گرومیکو نے کہا کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ یا تو ہم اپنے ہتھیاروں میں پچاس فی صدی کمی کریں یا پھر ان کے کروز میزائلوں کو مستثنیٰ قرار دیں، اور اس طرح امریکہ یکطرفہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ چیز سوویت یونین اور اس کے اتحادیوں کی سلامتی کے خلاف ہے۔ اگر ہم بھی امریکیوں کی طرح سخت موقف اختیار کریں تو ہم یورپ میں یورپ کے گرد اور دوسرے مقامات پر امریکی میزائلوں کے جو اڈے ہیں انہیں ختم کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں، مگر ہم نے باہمی اتفاق رائے سے کسی معاہدے پر پہنچنے کے لیے ولادی واسٹک میں یہ سوال نہیں اٹھایا۔ اگر ہم امریکی رویے کے پیش نظر یہ سوال اٹھائیں تو اسے ہماری جانب سے سخت رویہ نہیں سمجھنا چاہیے۔

امریکہ پر تنقید کے ساتھ سوویت یونین کی اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ وہ اسلحہ کی دوڑ کے خاتمہ کے لیے امریکہ کے ساتھ کسی معاہدے پر پہنچنے کی کوشش جاری رکھے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اب تک تخفیف اسلحہ پر بہتر تجویزیں پیش کی ہیں جن میں سے بیشتر کا امریکہ کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے باوجود ہم پر تخفیف اسلحہ کے لیے امریکہ کے جامع پروگرام کو قبول نہ کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ ایسی کوششوں سے امریکہ کسی دوسرے کو نہیں، بلکہ خود ہی کو بے وقوف بنا سکتا ہے۔

بہرحال سائرس وانس کے دورے کی ناکامی سے یہ تو ظاہر ہو ہی گیا کہ روس اور امریکہ کے درمیان تخفیف اسلحہ کے سوال پر خاصے اختلافات ہیں، لیکن روسی وزیر خارجہ کے ان الفاظ سے کہ جوہری ہتھیاروں کے ہاتھوں خود کو تباہی سے بچانے کے اہم مقصد کے حصول کی مشترکہ کوششیں جاری رکھی جائیں گی، مگر یہ امید بندھتی ہے کہ مستقبل میں عقل سلیم کو فتح ہوگی اور اسلحہ کی دوڑ کو روک کر انسانیت کو تباہی کے عظیم خطرے سے بچایا جا سکے گا۔

---

## بقیہ: ۲۶ مارچ

آگ میں ایسے مناظر بھی دیکھے کہ جن کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ جذبوں سے گندھا ہوا ایک بوڑھا آدمی گولیوں کی بوچھاڑ میں دیوانہ وار رقص کرتا اور پولیس کو للکارتا رہا کہ "ادھر مارو گولی" اس کا اشارہ اپنے ایمان سے معمور سینے کی طرف تھا۔

ایک بچے کو ایک ظالم تھانیدار نے کہا کہ پرے ہٹ جاؤ ورنہ فائر کر دوں گا۔ اس بہادر بچے پر اس ظالم کی دھمکی کا یہ اثر ہوا کہ اس نے سینہ پھیلا کر ہاتھ پھیلا دیے اور زور زور سے کلمہ طیبہ کا ورد کرنے لگا۔ ایک گولی دسویں جماعت کے طالبعلم ظفر اقبال کے سینے پر لگی۔ اور آن واحد میں اسے ان شہداء کی صف میں شامل کر گئی۔ جو اپنی جانوں کا صدقہ دے کر قوم کو زندگی کا تحفہ بخشتے ہیں۔

ایک اور طالب علم عبدالحفیظ کی پسلیوں کے قریب گولی لگی اور کمر کو چیرتی ہوئی نکل گئی لیکن اس نوجوان طالب علم کے حوصلے کا یہ عالم تھا۔ کہ چوک منگلانوالے سے ...

جیب میں دو انگلیوں سے فتح کا نشان بناتے کھڑا رہا۔

ایک اور جیالے نوجوان سراج الدین کے ٹخنے پر گولی لگی۔ انجمن قصابان کے صدر شیخ نذیر احمد کے سر پر لاٹھیوں سے اتنے وار کئے گئے کہ خون کے فوارے بہہ نکلے۔ مگر اس کے ابلتے جذبات کا یہ عالم تھا کہ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ "میں گولی کھانا چاہتا ہوں۔ یعنی شہید ہونا چاہتا ہوں"۔ ان کے علاوہ محمد حسین، نذیر احمد، عبداللطیف حاجی محمد حسین، محبوب اور عبدالغفور بھی پولیس تشدد کا شکار ہوئے۔

آج کے دن پولیس اور سول حکام کو یہ اندازہ ہوا کہ یہ عوام اپنے لہو سے قربانی و ایثار کے معانی تحریر کرنے پر قادر ہوں۔ جو اپنے گوشت پوست اور سر دھڑ کو داؤ پر لگا کر آہن و فولاد بارود کا منہ بھر سکتے ہوں۔ ان کا مقابلہ ممکن نہیں ہوتا۔

اسی روز شام کو ظفر شہید کی نماز جنازہ ہوئی نماز جنازہ میں بلا مبالغہ پچیس ہزار افراد شامل تھے۔ نماز کے بعد ظفر شہید کو پورے شہیدانہ بانکپن کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور چوک سنگلانوالہ کا نام ظفر شہید چوک سے موسوم کر دیا گیا۔

ایک ملاقات میں شہید کے والد نے بتلایا کہ میرا بچہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں نے شہداء کی صف میں اپنا نام لکھوا لیا ہے۔ اس نے ایمانی حرارت سے مغلوب ہو کر کہا کہ میرے چار بچے اور ہیں۔ اللہ کی راہ میں اور کلمہ طیبہ کی حکومت کے لئے وہ بھی شہید ہو جائیں تو مجھے ذرہ برابر غم نہ ہوگا۔ پھر وہ سامنے دیوار پر لگی ہوئی ظفر شہید کی تصویر کو تکنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے یہ تحریر ابھر آئی کہ فطرت کا اصول ہے اور سائنس کا بھی کہ رات جتنی سنگین ہوتی ہے۔ صبح اتنی ہی رنگین ہوتی ہے۔ اور فطرت کسی کے لئے اپنے اصولوں اور قاعدوں کو تبدیل نہیں کیا کرتی۔

**چٹ پر سرخ نشان**

چندہ ختم ہونے کی علامت ہے

# ۹ اپریل

اکرام القادری

## کو مال روڈ لاہور پر میں نے کیا دیکھا؟

قلم ہاتھ میں لئے سوچ رہا ہوں اور مسلسل سوچ رہا ہوں کہ لاہور میں ۹ اپریل کو جو قیامت برپا ہوئی ان آنکھوں نے دیکھی ہے لسے الفاظ کا جامہ کیسے پہناؤں اور اپنے برادران وطن کو کیسے بتاؤں کہ ۹ اپریل کا سورج افق پر ہلاکو، چنگیز، ہٹلر، اور جنرل ڈائر کی کتنی داستانیں لے کر طلوع ہوا۔ تحریک آزادی میں جتنے واقعات بزرگوں سے سنے اور جتنے قصے کتابوں میں پڑھے تھے۔ وہ سب ہیچ معلوم ہوتے تھے۔ اور جلیانوالہ باغ کا خونیں واقعہ فرنگی کے دور میں ہندوستان کی تاریخ کے جبر و تشدد اور ظلم و بربریت کا بہت بڑا واقعہ ہے۔ اور یقیناً ہے لیکن اس میں صرف نوجوان مردوں کو ہی نشانۂ تیغ و ستم بنایا گیا تھا۔ جلیانوالہ باغ میں عورتوں پہ فائرنگ نہیں کی گئی تھی، بچوں کو گولی کا نشانہ نہیں بنایا گیا تھا۔ وکلاء اور ججوں پر لاٹھیاں نہیں برسائی گئی تھیں۔ علماء پر بندوقیں نہیں چلائی گئیں تھیں، طلباء کو تاک تاک کر گولیاں نہیں ماری گئیں، مزدوروں کے سینے گولیوں سے چھلنی نہیں کئے گئے تھے۔ صحافیوں کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔

چنگیز، ہلاکو، ہٹلر اور دوسرے جابر و ظالم بادشاہوں نے غیر قوموں پر ہلہ بولا۔ اور انہیں دہشت و بربریت کا نشانہ بنایا۔ ان ظالم حکمرانوں نے اپنی ہی قوم کے افراد کے سینے گولیوں سے چھلنی نہیں کئے۔ یہ خصوصیت صرف ہمارے ہی دور کے جابر حکمرانوں کو حاصل ہے۔ اور اس صفت میں کوئی بھی شخص ان ظالموں کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔

۹ اپریل کو ہونے والے سانحہ عظیم کی مکمل تصویر کشی تو نہیں کی جا سکتی۔ میں وہ واقعات و مشاہدات حوالۂ قرطاس کئے دیتا ہوں۔ جو میں نے بچشم خود دیکھے ہیں۔

پروگرام کے مطابق پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے عوام نے ۹ اپریل کو ۹ بجے اس جعلی اسمبلی کا گھیراؤ کر کے مظاہرہ کرنا تھا۔ جس کا ۱۰ مارچ کو عوام نے مکمل بائیکاٹ کیا تھا۔ اور پنجاب کے نام نہاد ممبران اسمبلی کو بتانا تھا کہ وہ کس طرح عوام کی مرضی کے برعکس اسمبلی میں براجمان ہیں۔ اس سلسلے میں لاہور میں آٹھ مقامات سے جلوس نکلنے تھے۔ اور اسمبلی کے سامنے یکجا ہو کر ان تمام طبقوں سے تعلق رکھنے والے عوام نے اپنے غم و غصہ کا اظہار پر امن طور پر کرنا تھا۔

پاکستان قومی اتحاد کے قائم مقام صدر نواب زادہ نصر اللہ خاں نے چوک نیلا گنبد سے نکلنے والے بہت بڑے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے اسمبلی ہال کی طرف جانا تھا۔ میں نیلے گنبد والے جلوس میں شرکت کے ارادے سے دفتر سے نکلا اور شاہ عالم مارکیٹ سے نکل کر انارکلی سے ہوتے ہوئے نیلے گنبد پہنچا تو مسجد کے دروازے پر مسلح پولیس والوں کا قبضہ تھا۔ مسجد کے سامنے ہر طرف پولیس کے دستے کھڑے تھے۔ انہیں دستوں کے درمیان عوام کے جھرمٹ بھی تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر کھڑے ہوئے نواب صاحب اور دیگر قائدین جلوس کا انتظار کر رہے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قانون کے جھوٹے محافظوں کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ بندوقوں، رائفلوں، اور لاٹھیوں سے مسلح ہونے کے باوجود بھٹو شاہی کے ان بزدل محافظوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

### نوابزادہ نصر اللہ خاں نظر آ گئے

ساڑھے نو بجے [illegible] مسجد نیلے گنبد [illegible] مال روڈ کی طرف بڑھنے لگے [illegible] جیسے ہی عوام نے جونہی پاکستان کا مطلب کیا [illegible] لا الہ الا اللہ [illegible] جعلی اسمبلی نہیں چلے گی! بھٹو شاہی نہیں چلے گی، کے فلک شگاف نعرے بلند کئے تو ہر طرف سر ہی سر نظر آنے لگے۔ عوام کا یہ بے پناہ سیلاب آگے بڑھا تو پولیس اور ایف۔ ایس ایف کے "بہادروں" نے بندوقیں تان لیں اور لاٹھیوں کو حرکت میں لانا شروع کر دیا۔ ادھر سے "ہلکا لاٹھی چارج" کیا جاتا ادھر سے لا الہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوتیں ابھی یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ پاکستان قومی اتحاد کے قائم مقام صدر نواب زادہ نصر اللہ خاں اور پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے صدر جناب ہمزہ پر عوام کی نظر پڑ گئی۔ جنہیں پولیس نے مسجد نیلا گنبد میں جانے سے روکا ہوا تھا۔ پھر کیا تھا عوام نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب اور ان کے رفقاء کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے اور خدا کا نام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ بلند ہونے لگا۔ چاروں طرف سے اسلامی انقلاب کے نعرے گونجنے لگے عوام کے جذبات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ عوام نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب کی قیادت میں اسمبلی ہال کی طرف بڑھنا چاہتے تھے۔ اور پولیس انہیں اس طرف بڑھنے سے بہر صورت روکنا چاہتی تھی۔ نواب صاحب بھی جلوس کی قیادت ہی پر مصر تھے۔ اس سے قبل بھی نواب زادہ صاحب کو ان کی رہائش گاہ پر پولیس گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جب ان سے وارنٹ کے متعلق معلوم کیا تو جواب ندارد۔ پھر دوبارہ اسی قسم کی کوشش کی گئی۔ لیکن کارکنوں نے مزاحمت کی اور نواب صاحب مال روڈ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہاں ابھی تکرار جاری تھی کہ

### وکلاء کا جلوس

وکلاء کا بہت بڑا جلوس مال روڈ پر آ گیا۔ ہزاروں وکلاء گون پہنے اور بھٹو شاہی کے خلاف بینر اور کتبے اٹھائے پر امن اور پروقار طریقے سے نظم و ضبط کے ساتھ چل رہے تھے۔ ان کی منزل بھی جعلی اسمبلی تھی۔ اور ان کا مقصد بھی قوم سے کئے گئے بہت بڑے فراڈ کے خلاف پر امن مظاہرہ کر کے اپنے جذبات کا اظہار کرنا تھا۔ لیکن پولیس نے انہیں بھی آگے بڑھنے سے [illegible] پر وکلاء نے مزاحمت

کا اور سینے تان کر سامنے آ گئے۔ ہائی کورٹ کے وکیل جناب ظفر یاسین بار بار کہتے تھے کہ

"آؤ میرے سینے میں گولیاں مارو"

دوسرے وکلا نے بھی پولیس کو اپنے سینے پیش کیے۔ اس روح پرور اور ایمان افروز منظر کو دیکھ کر لوگ اپنے آنسو نہ روک سکے۔ عوام کا سیل بے کراں جواب سرچند ہو چکا تھا فلک شگاف نعرے لگا رہا تھا۔ بالآخر جمعیت حق کے متوالوں کی ہوئی اور پولیس اپنی بندوقوں سمیت پیچھے ہٹ گئی۔ حق غالب آیا اور باطل پسپا ہو گیا۔

جلوس مال روڈ پر چل رہا تھا درمیان میں وکلا دائیں بائیں علماء۔ نظم و ضبط کا بے مثال مظاہرہ کیا جا رہا تھا نہ کوئی منفی نعرہ تھا اور نہ ہی کوئی شر پسندانہ بات۔ مال روڈ کے در و دیوار لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے گونج رہے تھے۔ عوام کے جلوس کی قیادت نواب زادہ نصراللہ خان صاحب فرما رہے تھے۔ راستے میں پولیس اور عوام میں ایک مرتبہ پھر ٹکراؤ ہوا مگر عوام وارفتگی کے عالم میں پولیس کا حصار توڑ کر آگے بڑھ گئے۔

## خواتین کا جلوس

اس دوران اچانک مال پر عورتوں کا جلوس برآمد ہوا۔ یہ وہی جلوس تھا جسے شارع فاطمہ جناح پر روکنے کی کوشش کی جا رہی تھی اور اسی جلوس پر زنانہ اور مردانہ طوائفوں اور پولیس نے عورتوں پر ڈنڈے برسائے تھے، آنسو گیس چھوڑا تھا اور فائرنگ کی تھی جس سے بہت سی عورتیں زخمی ہو گئی تھیں مگر آفرین ہے ان ماؤں بہنوں اور بیٹیوں پر جو اسلام کی خاطر سب کچھ برداشت کرتی رہیں۔ اور اپنے مقصد سے پیچھے نہ ہٹیں۔

ہزاروں عورتوں پر مشتمل جلوس جب مال پر اسلامی نظام کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے چل رہا تھا تو اس وقت نوجوان ان کی حفاظت کے لیے دائیں بائیں باڑ بنائے چل رہے تھے۔ اب وکلا، خواتین اور مردوں کے جلوس مال روڈ پر چلنا شروع ہو گئے

سب کا مقصد جبلی اسمبلی تک پہنچ کر انتخابی ڈھونگ کے خلاف مظاہرہ کرنا تھا۔ یہ نظم و ضبط، امن و عافیت اور وقار کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے کہ قانون کے چھوٹے محافظ حرکت میں آ گئے۔ انہوں نے عورتوں مردوں اور وکلاء پر گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ جب اس سے بات بنتی نظر نہ آئی تو پھر بے تحاشا آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے۔ یہ گولے نوجوان واپس پولیس کی طرف اور ان پر پانی ڈال کر انہیں غیر موثر کر دیتے۔

اس وقت تینوں جلوس واپڈا ہاؤس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اور زبردست شیلنگ کے باوجود ڈٹے ہوئے تھے۔ عوام میں سے پولیس پر نہ پتھراؤ ہوا اور نہ ہی کسی اور بد امنی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اگر کوئی شخص پولیس کی طرف اینٹ پھینکنے کی کوشش کرتا تو اسے وکلا حضرات سختی سے روک دیتے، لیکن اس کے باوجود پولیس کی طرف سے مسلسل شیلنگ کی جاتی رہی۔ عوام کے جلوس میں نواب زادہ نصراللہ خان اور وکلاء کے جلوس میں جناب بی۔ زیڈ کیکاؤس ایسی قابل احترام شخصیتیں موجود تھیں۔ خواتین میں بھی چھوٹی چھوٹی بچیاں اور ستر ستر سالہ ضعیف العمر عورتیں بھی موجود تھیں۔ اس کے باوجود لاٹھی چارج ہوتا رہا۔ اور آنسو گیس کی فصل اگتی رہی۔ نہ وکلاء کے پیشے کے تقدس کا خیال کیا گیا نہ صنف نازک کا احترام کیا گیا اور نہ ہی نواب صاحب کی قومی خدمات اور ان کے مقام و مرتبے کا لحاظ کیا گیا۔

## نوکر شاہی کے پُشت بان

اس موقع پر اگر نوکر شاہی کے ان پشت بانوں کو کسی بات کا خیال اور کسی بات کی لگن تھی تو وہ لاکھوں عوام کے اس بحر ذخار کو ظلم و زیادتی دھونس اور دھاندلی کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار سے روکنے کی۔ اس تمام تر تشدد کے باوجود وکلاء طلبا علماء خواتین اور عوام مال روڈ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مظاہرہ کر رہے تھے۔ یہ مظاہرے بالکل پرامن تھے۔ نہ کسی قسم کی توڑ پھوڑ تھی، نہ پتھراؤ نہ منفی نعرے۔

بھٹو شاہی کو یہ پرامن مظاہرے برداشت نہ ہوئے اور پولیس نے جہاں جہاں عوام کھڑے تھے وہاں وہاں آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ سب سے زیادہ گولے خواتین اور وکلاء پر پھینکے گئے۔ رائفلوں بندوقوں، آنسو گیس کے گولوں اور لاٹھیوں سے لیس ہونے کے باوجود عوام کے حوصلے جرات اور تحمل سے پولیس کی اکثریت ہزاروں نفوس پر مشتمل ہونے کے باوجود خوف زدہ تھی۔

مال روڈ کو خالی کرانے اور دوبارہ پولیس کا قبضہ بحال کرنے کے لیے پولیس کی گاڑی میں بیٹھے ہوئے سپاہی بندوقیں تانیں اور پوزیشنیں سنبھالے مال روڈ سے آہستہ آہستہ گذرے یہ عوام پر فائرنگ کرتے رہے اور پولیس کے دستے مال روڈ پر قابض ہوتے رہے۔ فائرنگ کی وجہ سے عوام گلیوں اور سائڈ کے بازاروں میں سمٹتے رہے۔ حتیٰ کہ گھڑ سوار پولیس کے دستے بھی طلب کر لیے گئے۔ اس طرح سے جب مال روڈ پر پولیس نے اسمبلی سے لے کر مسجد شہداء اور اس سے بھی آگے تک مال روڈ کو فتح کر لیا تو گلیوں اور چھوٹے بازاروں میں مظاہرے ہونے لگے۔ لیکن پرامن مظاہرین پر مسلسل اور بے تحاشا گولیاں چلائی گئیں۔ لوگ زخمی ہو ہو کر گرنے لگے۔ کئی ایک موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ عوام لاشوں اور زخمیوں کو اٹھاتی رہی اور لا الہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔

## اندھا دُھند فائرنگ

اس اندھا دھند فائرنگ کے باوجود نوابزادہ نصراللہ خان کی قیادت میں وکلاء، عوام اور خواتین کا ایک حصہ اسمبلی ہال کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور بہت سے مرد و عورتیں

دھرنا مار کر وہاں بیٹھ گئے۔ وکلا اور عوام کا ایک گروپ مسجد شہداء میں موجود رہا اور کچھ وکلا اور ہائی کورٹ کی عمارت میں موجود رہے۔

گنگا رام بلڈنگ کے سامنے مال روڈ پر عوام نے رکاوٹیں کھڑی کیں اور درختوں کی ٹہنیاں کاٹ کاٹ کر سڑک پر آگ لگائی ہوئی تھی۔ اس دوران ایک ڈی ایس پی اور دس بارہ پولیس کانسٹیبل مال روڈ سے گزرتے ہوئے اسمبلی ہال کی طرف جانا چاہتے تھے۔ عوام نے نعرے لگائے انہوں نے لاٹھیاں اور بندوقیں سنبھالیں تو عوام نے سنگ باری شروع کر دی جس سے ڈی ایس پی مذکور اور چند پولیس والے زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد پھر ۱۱ بجے فائرنگ میں شدت پیدا ہو گئی اور اب ہلکے یا بھاری لاٹھی چارج کی بندوقوں اور رائفلوں سے لے لی۔ جس طرف سے بھی نعرہ یا مظاہرہ ہوتا تھا اس کے جواب میں گولیاں آتی تھیں۔ یہ عمل دو بجے تک پوری شدت سے جاری رہا۔ لوگ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ! کا نعر[illegible]تے اور گولیوں کا نشانہ بنتے۔ شہید ہونے والوں کی لاشیں عوام کی مزاحمت کے باوجود پولیس والے اٹھا کر لے جاتے جو لاشیں اور زخمی پولیس کی نظر سے بچ جاتے اسے عوام اٹھا کر لے جاتے یا چھپا دیتے

## ہائی کورٹ میں

ایک بجے کا وقت تھا کہ ہائی کورٹ میں موجود وکلاء اور عوام نے لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا بس پھر کیا تھا گولیاں برسنے لگیں اور اس وقت تک برستی رہیں جب تک چھ آدمی شہید اور بہت سے آدمی زخمی نہیں ہو گئے۔ انہی شہیدوں میں جامعہ مدنیہ کے طالب علم حافظ محمد صابر بھی تھے اتنے آدمیوں کے شہید اور زخمی ہونے کے باوجود پولیس کا جذبۂ انتقام تسکین نہ پا سکا۔ اور پولیس نے ہائی کورٹ کی عمارت میں گھس کر لوگوں کو زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔

جس وقت ہائی کورٹ کی چار دیواری میں نہتے عوام اور وکلاء پر نشانہ تاک تاک کر مسلسل گولیاں چلائی جاتی رہیں۔ میں اس وقت ہائی کورٹ کے دروازے پر کھڑے ہوئے لوگوں میں شامل تھا۔ میں ان مسلسل گولیوں کے چلنے کو اپنی سادگی یا خوش اعتقادی سے یہ سمجھ رہا تھا کہ پولیس عوام کو ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کے لیے ہوائی فائرنگ کر رہی ہے بعد میں علم ہوا کہ اسی فائرنگ سے جسے میں اور میرے دیگر برادرانِ وطن ہوائی فائرنگ سمجھ رہے تھے اس سے چھ آدمی شہید اور بہت سے شدید زخمی ہو ہو کر گرتے رہے ہیں۔

ہائی کورٹ کی چار دیواری میں فائرنگ پر ہمارے طرف کھڑے ہونے والے عوام احتجاجی نعرے لگاتے تو پولیس کے سپاہی ہماری طرف بندوقوں کا رُخ پھیر دیتے اور بلا خوف اس وقت تک فائرنگ کرتے رہتے جب تک مظاہرین کسی جگہ پناہ حاصل نہ کر لیتے۔ محسوس ایسا ہوتا تھا کہ جیسے پولیس نہیں فوج محاذ جنگ پر اپنے حریف کے خلاف اپنی جنگ جویانہ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کر رہی ہے۔ پولیس فائرنگ کے علاوہ مال روڈ پر بعض مکانوں سے بھی [illegible]پولیس سادے کپڑوں میں اور پیپلز پارٹی کے غنڈے بھی نیچے کھڑے ہوئے مظاہرین پر گولیاں چلاتے رہے۔ اسی طرح ایک بلڈنگ سے دو تین بار گولیاں چلیں تو عوام نے احتجاج کیا۔ عوام میں چند نوجوان بلڈنگ پر چڑھے تو یہ لوگ کسی خفیہ راستے سے فرار ہو گئے۔ اس قسم کے واقعات اور بھی دو چار مکانات سے ہوئے۔

## تین لاشیں!

اب میں گنگا رام بلڈنگ کے اپوزٹ سانڈ ہال مینشن کے سامنے عوام کے ایک گروہ کے ساتھ کھڑا ہوا تھا اور آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ اچانک محترم سید صفی الدین صاحب نے آ کر معانقہ کیا۔ یہ محترم سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے رشتے میں بھائی ہیں اور کیمپ جیل لاہور میں ہمارے ساتھ رہے تھے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اوپر مکان ہے آئیے اوپر چلتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہاں موجودہ صورت میں اوپر نہیں جا سکتا کسی اور وقت سہی۔ مگر شاہ صاحب کا اصرار اسقدر بڑھا کہ میرے انکار پر غالب آ گیا اور میں چند منٹ کی شرط کے ساتھ ان کے ہمراہ مال مینشن پر ان کے مکان میں چلا گیا۔ چند منٹ بیٹھے۔ شاہ صاحب نے اپنے صاحبزادگان اور برادران سے تعارف کرایا اور آنکھ بچا کر چائے لے آئے۔ میرے ساتھ جناب سلیم صاحب جو میاں چنوں کے رہنے والے تھے میرے پرانے شناسا ہیں اور اچانک مجھے ایک عرصے کے بعد مال روڈ پر مل گئے تھے۔ ہم چائے پینے کے لیے اندر کمرے میں گئے تو اچانک احاطہ پیارے لال کی طرف جس مکان میں ہم بیٹھے تھے اس کی دیواروں اور بورڈوں پر گولیاں مسلسل آ کر لگنے لگیں۔ یہ عمل کوئی دس منٹ تک جاری رہا۔ گولی اس شدت کے ساتھ دیواروں اور بورڈوں کو لگتی تھیں گویا بم پھٹتا ہے۔ یہاں بھی میں خوش فہمی میں مبتلا رہا اور میں نے شاہ صاحب سے کہا کہ پتھراؤ ہو رہا ہے۔ وہ فرمانے لگے نہیں یہ گولی کی آواز ہے۔ باہر زبردست گولی چل رہی ہے۔ گولیوں کی بارش ختم ہوئی تو ہم نے احاطہ پیارے لال کی طرف نیچے دیکھا کیونکہ گولیاں اسی طرف سے برس رہی تھیں۔

## احاطہ پیارے لال

نیچے کی طرف دیکھتے ہی ہم سب سکتے

کے عالم میں آ گئے اور ہم میں سے بعض کی تو چیخیں آہیں اور آنسو نکل پڑے ۔ احاطہ پیارے لال میں نوجوان گولیوں کا نشانہ بن چکے تھے ۔ جن میں سے دو کی روح پرواز کر چکی تھی اور ایک پندرہ سالہ لڑکا دم توڑ رہا تھا ۔ ان میں سے دو کے گردن میں گولی لگی تھی اور ایک کے پیٹ میں ۔ خون اس طرح سے بہہ رہا تھا جیسے بکروں کو ذبح کر دیا گیا ہو دوسرے دو جو جان جانِ آفریں کے سپرد کر چکے تھے کی عمریں بھی بیس سال کے لگ بھگ تھیں ۔ چند آدمی جو ان راہِ حق کے شہیدوں کے پاس کھڑے ہوئے یہ قیامت خیز منظر دیکھ رہے تھے ہم نے ان سے کہا کہ ان تینوں لاشوں کو اندر کی طرف چھپا دیں ۔ ورنہ پولیس زبردستی اٹھا کر لے جائے گی ۔ اور انہیں غائب کر دے گی ۔ لاشیں فوراً اٹھا لی گئیں ۔

اب دو بج کر تیس منٹ ہو چکے تھے میں نے نماز ظہر ادا کی ۔ جونہی میں نے نماز کی نیت باندھی گولیوں کی بوچھاڑ پھر شروع ہو گئی اور مسلسل گولی چلتی رہی ۔ گولی چلنا بند ہوئی تو میں اور سید صفی الدین شاہ صاحب پیارے لال کے احاطے میں لاشوں کو دیکھنے گئے ۔ چند نوجوانوں نے بتایا کہ دو لاشیں تو ان کے ورثا لے گئے ہیں ۔ ایک لاش ہمارے پاس موجود ہے جو ہمارے خالہ زاد بھائی کی لاش ہے ۔ ان نوجوانوں نے رندھی ہوئی آواز اور ڈبڈباتی آنکھوں سے تہہ خانے میں لیجا کر ہمیں چارپائی پر رکھی ہوئی ملیشیے کی چادر میں لپٹی ہوئی لاش دکھائی ۔ اس نوجوان کو دیکھ کر ہم سے ضبط نہ ہو سکا اور آنکھوں میں آنسو تیر گئے ۔ حسین اور شگفتہ چہرہ ، دراز قد یہ نوجوان محسوس ایسے ہوتا تھا کہ گویا کام سے تھک کر سو گیا ہے ۔

میں نے اس کے خالہ زاد بھائیوں سے اس کا نام پتہ معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا نام عبداللطیف ولد محمد صدیق ہے ۔ موتی چک ۶۳ جڑانوالہ ضلع لائل پور کا رہنے والا ہے ۔ کل مسجد کی ٹائلیں لینے کی غرض سے اپنے ماموں کے پاس آیا تھا ۔ اسے نہ جلوس میں شرکت کا موقع ملا نہ مظاہرے میں حصہ لینے کا ۔ گلی کے نکڑ پر ہائی کورٹ میں چلنے والی گولی دیکھ رہا تھا ۔ اطراف کھڑے ہوئے چند نوجوانوں نے احتجاجی نعرے بلند کیے تو بندوقوں کا رُخ اس طرف کر دیا گیا اور آن کی آن میں جیتے جاگتے نو عمر خوب صورت نوجوان خاک و خون میں تڑپنے لگے ۔ اس جوانِ رعنا کی عمر بیس سال بتائی گئی اور اپنے چار بھائیوں میں سب سے بڑا بھائی اور اپنے والدین کا واحد سہارا تھا ۔ تعلیم میٹرک اور شادی کا پروگرام زیرِ ترتیب ۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اس کی لاش کو پولیس سے بچا کر جڑانوالہ کیسے لے جایا جائے ۔ ؟ میں نے اور شاہ صاحب نے اس سلسلے میں مقدور بھر کوشش کی ۔ بعد میں پتہ چلا کہ عبداللطیف کے چچا اس کو بزاز صدر چھاؤنی میں لے گئے ۔

یہ ایک عبداللطیف کا ہی قصہ نہیں اس دن نہ جانے کتنے عبداللطیف خاک و خون میں تڑپے اور قانون کے جھوٹے محافظوں کی گولیوں کا نشانہ بنیں ۔

تین بجے وکلا کا جلوس اسمبلی ہال کی طرف سے واپس آیا تھا ۔ عوام نے تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا ۔ جونہی وکلا آگے بڑھا عوام پر پھر لاٹھیاں برسنے لگیں اور گولیاں چلنے لگیں ۔ میں چار بجے دفتر کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں جگہ جگہ پولیس رینجرز اور ایف ایس ایف کے مسلح دستے کھڑے تھے ۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی غیر ملک کی فوج ملک میں داخل ہو کر قتل و غارت کر رہی ہے ۔

یہ سلسلہ رات آٹھ بجے تک جاری رہا ۔

عوام نعرے لگاتے اور پولیس فائرنگ کرتی لاشوں اور زخمیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا ۔ پولیس نے اپنا فرض پورا کرنا تھا اس کی بلا سے ۔

## علما پر کیا گذری؟

علما اور مزدوروں کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک روا رکھا گیا ۔ ہمارے ادارے کے خوش نویس حافظ ارشاد احمد کی روایت کے مطابق مولانا اجمل خان ، علامہ احسان الٰہی ظہیر ، مولانا گلزار احمد مظاہری اور قاری عبدالحمید قادری کی قیادت میں جیسے ہی نسبت روڈ چوک میں مسجد نور سے برآمد ہوا آنسو گیس کے گولوں اور لاٹھیوں کی بارش کر دی گئی ۔ تمام قایدین جلوس کو پکڑ کر ٹرک میں سوار کر لیا گیا ۔ علما کے ساتھ سینکڑوں عوام بھی زبردستی ٹرک پر سوار ہو گئے ۔ بہت سے جوان آگے چل کر اس ٹرک کے سامنے لیٹ گئے جس میں علما کو بٹھا کر نامعلوم مقام پر پہونچایا جانا تھا ۔ آگے لیٹے ہوئے نوجوانوں نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا ، بالآخر مجبور ہو کر پولیس نے تمام علما کو چھوڑ دیا ۔ اور بعض کارکنوں پر جھوٹے مقدمے بنا دیئے گئے ۔

یہی حال مزدوروں کے جلوس کا کیا گیا ۔

اس دن ۳۰ ، ۳۲ آدمی شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے ہیں مگر بھٹو صاحب پھر بھی قاید عوام


پاکستان بھر میں
کشتہ جات
اور جڑی بوٹیوں کے خاص
نمکیات
پیش کرنے والا امتیازی ادارہ




الفا یونانی لیبارٹریز منچن آباد
ضلع بہاولنگر

# حزب اختلاف نے اپنے مطالبات تسلیم کرائے بغیر مذاکرات کا امکان مسترد کر دیا

## پاکستان قومی اتحاد اپنے طے شدہ موقف سے دستبردار نہیں ہوگا

## مسٹر بھٹو کی تازہ پیشکش زیر غور نہیں آئی، مولانا مودودی نے ذاتی حیثیت میں تجاویز پیش کی تھیں

### نوابزادہ نصر اللہ خان قائمقام صدر پاکستان قومی اتحاد کی پریس کانفرنس

پاکستان قومی اتحاد کے قائمقام صدر نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے موقف سے انحراف کر کے کسی قسم کے مذاکرات بعید از امکان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد کسی مرحلے پر بھی موجودہ قومی تحریک اور اس کے مقاصد سے بے وفائی نہیں کرے گا۔ ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جس میں مولانا جان محمد عباسی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کچھ دنوں سے اس قسم کی افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں کہ کچھ بزرگ سیاستدان قومی اتحاد اور حکومت کے درمیان مصالحت کی کوشش کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا عوام میں تذبذب اور مایوسی پیدا کرنے کے لئے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ قومی اتحاد اپنے طے شدہ موقف سے انحراف کرنے پر آمادہ ہے۔

جہاں تک قومی اتحاد کا تعلق ہے ہم ۱۲ مارچ کی قرار داد اور اس کے بعد مختلف اجلاسوں میں اس قسم کی قرار دادیں منظور کر کے اپنے موقف کا بار بار اعادہ کر چکے ہیں۔ ابھی کچھ دن ہوئے مجھ سے ایک پریس کانفرنس میں پوچھا گیا تھا کہ بھٹو صاحب کی اس پیشکش یعنی ہنگامی صورت حال ختم کرنے، سیاسی نظربندوں کو رہا کرنے اور پریس کو مزید آزادیاں دینے کے بارے میں ہمارا کیا خیال ہے اور آیا اس کے بعد مذاکرات کے لئے فضا تیار ہو سکے گی یا نہیں؟ میں نے اس سوال کے جواب میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا تھا کہ موجودہ تحریک ہنگامی صورت حال کے خاتمے کے لئے یا سیاسی نظربندوں کی رہائی یا پریس کی مزید آزادی کے لئے نہیں چلائی گئی، اگرچہ حزب اختلاف کے یہ مطالبات بھٹو صاحب کے آغاز اقتدار سے قائم رہے ہیں۔ اور ہم اس سلسلے میں مسلسل بھی مطالبات کرتے آ رہے ہیں لیکن موجودہ تحریک پورے ملک میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عوام کے فیصلے کو تبدیل کرنے کی سازش کے خلاف احتجاج کے طور پر چلائی گئی۔ اور اسی لئے پاکستان قومی اتحاد نے ان انتخابات کو کالعدم قرار دیا اور اس میں کامیاب قرار دیئے جانے والے اپنے امیدواروں کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس نام نہاد اسمبلی میں شرکت نہ کریں۔ اس طرح صوبائی اسمبلی کے الیکشن کا پورے ملک میں بائیکاٹ کیا گیا۔ دو مرتبہ قومی اتحاد کی اپیل پر ملک بھر میں مکمل ہڑتال ہوئی اور ۱۴ مارچ سے پورے ملک میں تحریک ہر شہر قصبے اور گاؤں کی سطح پر جاری ہے۔ اس تحریک کے دوران ہمارے ایک سو سے زائد کارکن شہید ہو چکے ہیں۔ ہزاروں زخمی ہوئے ہیں۔ اور اس وقت تک ۴۰ ہزار سے زائد افراد گرفتار ہو چکے ہیں۔

اتنے بڑے ایثار و قربانی کے مظاہروں کے بعد قومی اتحاد کے بارے میں یہ تاثر لینا کہ وہ کسی مصلحت کے تحت اپنے طے شدہ موقف سے انحراف کرے گا۔ بہت بڑی زیادتی ہے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی افواہیں صرف اس لئے پھیلائی جا رہی ہیں کہ قوم کو جو انتخابی مہم کے آغاز سے لے کر آج تک قومی اتحاد کی قیادت پر مکمل اعتماد کر چکی ہے۔ اسے مایوس اور دل شکستہ کر دیا جائے حال ہی میں ہمارے ملک کے ایک بزرگ سیاستدان مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی ذاتی حیثیت سے اخبارات کو ایک بیان دیا۔ جس میں انہوں نے اپنی جانب سے موجودہ بحران کو ختم کرنے کے سلسلے میں کچھ تجاویز پیش کیں۔ یہ بیان دینے سے پہلے مولانا صاحب نے نہ قومی اتحاد کے کسی رہنما سے مشورہ کیا اور نہ ہی جماعت اسلامی کے سرکردہ رہنماؤں سے کوئی رابطہ قائم کیا۔ اگرچہ مولانا صاحب کی تجاویز میں سب سے پہلی بات حالیہ انتخابات

کے بارے میں ہی تھی۔ اور اس میں انہوں نے یہ واضح کیا کہ حالیہ انتخابات میں بھٹو صاحب کا اکثریت حاصل کرنے کا دعویٰ حقائق اور شواہد کی بنیاد پہ بالکل غلط ہے۔ اس سے پہلے نکتے میں انہوں نے واضح طور پہ اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ الیکشن دھاندلیوں پر مبنی ہے۔ اس کے بعد بی بی سی کے ذریعے ایک خبر نشر ہوئی۔ جس میں یہ کہا گیا کہ مولانا صاحب کی پیش کردہ تجاویز پر غور کرنے کے لئے پیر پگاڑو اور میں ان کے پاس گئے۔ اور ہمارا اجلاس ہوا۔ اس خبر میں یہ بھی بتایا گیا کہ نواب مشتاق احمد گورمانی اور دوسرے افراد حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان مصالحانہ فرائض انجام دے رہے ہیں۔ میں واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس دات ہمارے درمیان کوئی سیاسی معاملات زیر بحث نہیں آئے۔ اور ہم مولانا صاحب کی کھانے کی دعوت میں شریک ہوتے۔ اگرچہ اس سے پیشتر اسی روز میں اور مولانا جان محمد عباسی مولانا صاحب سے ملے اور ہم نے تفصیل کے ساتھ انہیں پیش آمدہ مسائل کے بارے میں قومی اتحاد کے موقف سے آگاہ کیا۔ جہاں تک نواب مشتاق احمد گورمانی کا سوال ہے۔ انہیں ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد آج تک نہیں مل سکا اور جہاں تک مجھے علم ہے کہ وہ ملتان میں ہیں اور دل کے مریض ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ سے لاہور نہیں آسکے۔

بی بی سی کے اس نشریے سے پیشتر بھی کچھ رسائل میں اس قسم کی افواہیں شائع ہوتی رہی ہیں میں اخبارات کی وساطت سے پوری قوم کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ قومی اتحاد کسی مرحلے پر اس قومی تحریک اور اس کے مقاصد سے بے وفائی نہیں کرے گا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے عوام بھی حکمران طبقہ کی سازشوں سے باخبر رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی ۹ اپریل کو نام نہاد صوبائی اسمبلی کے اجلاس کے خلاف لاہور میں احتجاجی مظاہروں کی اپیل کر چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان مظاہروں سے پوری دنیا پر واضح ہو جائے گا کہ پاکستان کے عوام قومی اتحاد کے موقف کی پرزور حمایت کر رہے ہیں۔

بعد ازاں مختلف سوالات کا جواب دیتے ہوئے نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا مولانا محترم اور ہمارے موقف میں کوئی بنیادی تضاد نہیں ہے تاہم مولانا مودودی نے اپنی ذاتی حیثیت میں تجاویز پر مشتمل بیان دیا تھا ان کے اس بیان سے قومی اتحاد اور جماعت اسلامی کا کوئی تعلق نہیں۔

انہوں نے کہا کہ میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں کہ مولانا مودودی کو مسٹر بھٹو کی طرف سے کوئی پیغام موصول ہوا ہو۔ انہوں نے کہا کہ اصل مسئلہ حالیہ انتخابات کا ہے۔ جب تک بھٹو صاحب اس کے بارے میں ہمارے موقف کو جو اب پوری قوم کا موقف ہے۔ تسلیم نہیں کرتے مذاکرات کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ مولانا مودودی کی تجاویز سے اتفاق کرتے ہیں تو انہوں نے کہا میں اپنے بیان میں مزید کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ انہوں نے کہا میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہنگامی حالت ختم کرنا، سیاسی اسیروں کی رہائی اور پریس کی آزادی کے مطالبات کو مشروط کرنا سیاسی بلیک میلنگ کے مترادف ہے۔ موجودہ جماعت اسلامی کے قائمقام امیر مولانا جان محمد عباسی نے کہا جماعت اسلامی کا موقف وہی ہے جو قومی اتحاد کا ہے اور مولانا مودودی کے بیان میں بھی ہمارے بنیادی مسئلے سے کوئی تضاد نہیں انہوں نے اس سلسلے کے لئے اپنے طور پر یہ تجاویز پیش کی ہیں۔

پریس کانفرنس میں موجود قومی اتحاد کے قائم مقام سیکرٹری جنرل مسٹر وزیر ملک نے ایک مقامی روزنامہ وفاق میں شائع ہونے والے قومی اتحاد کے ترجمان کے حوالے سے شائع ہونے والے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ قومی اتحاد کے صدر، جنرل سیکرٹری اور پبلسٹی کمیٹی کے چیئرمین ہی اس کے ترجمان ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص قومی اتحاد کے حوالے سے بات کرتا ہے۔ تو اسے قومی اتحاد کا ترجمان نہیں کہا جا سکتا

ہمارے ہاں

گڑ، شکر، کھانڈ، گندم، جوار
سرسوں و دیگر ہر قسم کی زرعی اجناس

دستیاب ہیں

خرید و فروخت کرتے وقت
ہمیں خدمت کا موقع دیں

پروپرائیٹر: رانا محمد رفیق، محمد شریف کمیشن ایجنٹس
غلہ منڈی ہارون آباد

ہمارے ہاں ہر قسم کی

زرعی اجناس

گڑ، شکر، چنا، جوار، گندم، سرسوں، کپاس کی تسلی بخش
خرید و فروخت کے لیے ہماری خدمات سے استفادہ کریں

میاں رکن الدین اینڈ کمپنی کمیشن ایجنٹس
غلہ منڈی ہارون آباد

مزیدار چائے
بہترین سروس

عرفات ریستوران

منچن آباد میں لذیذ و عمدہ کھانوں کا بہترین مرکز

لذیذ، خوش ذائقہ، صحت بخش کھانے، پرسکون و پاکیزہ ماحول، پارٹیوں اور شادیوں کے موقعہ پر آرڈر پر بھی پکوان تیار کیے جاتے ہیں، آزمائش شرط ہے

عرفات ریستوران نزد چونگی نمبر ۶ لاری اڈہ
منچن آباد ضلع بہاولنگر

# مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

## ذاتی تاثرات

یہ مضمون ماہنامہ "فروغ اردو" لکھنؤ کے ماجد نمبر شائع شدہ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں چھپا تھا اور اس کو پڑھ کر مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پسند کا اظہار فرمایا تھا، اس وقت مولانا کی رحلت کے صدمہ سے جذبات متلاطم ہیں اور جو لکھنا ہے لکھا نہیں جا سکتا۔ اس لیے فوری طور پر یہی مضمون ہدیہ ناظرین ہے۔ غلام محمد

ایک صاحب طرز، انشاء پرداز، بادشاہ طنز ملیح، ناقد فن، فلسفہ حاضر کے نکتہ رس، نفسیات بشری کے رمز شناس، شریعت کے دانا، طریقت کے بینا، اسم "ماجد" کے فیضان سے وہ شرف پائے ہوئے کہ بیک وقت اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کلام مجید کے کامیاب مترجم اور مفسر، ایسے مجمع کمالات کے کسی ایک وصف کی بھی تعریف ایک ایسے کی زبان سے جس کا تعلق علم و قلم سے بس نام ہی کا ہو داد حق شناس تو نہ ہوگی، لہٰذا اس خیال ہی کو چھوڑ دیا جائے اور بات صرف اپنے ذاتی تاثرات کی حد تک رہنے دی جائے تو یقین ہے کہ اس میں صداقت بھی ہوگی اور اخلاص بھی، تاثیر بھی ہوگی اور نفع بھی ـــــ چنانچہ اس کی کوشش کی جاتی ہے۔

آج کل بڑی شخصیتوں اور اونچے درجے کے دین داروں کی زندگیوں کو بھی آکر قریب سے دیکھ جائیے تو ان کے مشاغل چاہے جتنے گراں قدر اور پاکیزہ کیوں نہ ہوں، مگر ان کی زندگی میں ترتیب و تنظیم اوقات کا انضباط، اصولوں کا پاس و لحاظ مشکل ہی سے ملے گا۔ ہمارے علم میں اصول و ضوابط کی زندگی یا تو حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی سنی یا جو مشاہدہ میں مولانا دریابادی (مدظلہ) کی آئی ہے۔ ہر بات کا اصول متعین، ہر ہر کام کے اوقات بندھے ٹکے۔ تعلقات بہت وسیع اور گوناگوں۔ بڑوں سے اور چھوٹے سے چھوٹوں تک بھی، عقیدت کے بھی شفقت کے بھی، دوستی کے اور رشتہ داری کے بھی، علمی بھی اور سیاسی بھی، خالص ادبی بھی اور ٹھیٹھ مذہبی اور دینی بھی اور ان سب کے نباہ کی پوری رعایت اور خیال بھی، مگر کیا مجال جو کہیں ضابطہ اور اصول میں فرق آئے۔ یا مشاغل درہم برہم ہو جائیں۔ زندگی کی طولانی کو دیکھیے تو قدِ رعنا کی دلبری نظر آئے گی۔

میں نے سنا تھا کہ مولانا کے رفیق معظم علامہ سید محمد سلیمان ندویؒ جب اپنے اصول پسند دوست کو ستا کر لطف اندوز ہونا چاہتے تو بس یہی ہوتا کہ اگر وہ دو دن کا پروگرام بنا کر اعظم گڈھ تشریف لائے ہیں تو عین چلتے وقت تک ایک دن اور رک جانے پر اصرار فرماتے اور اس وقت تک اصرار فرماتے رہتے جب تک کہ انکار میں جھنجھلاہٹ پیدا نہ ہو جاتی، اور یہ پُرلطف اور قہر آمیز جواب سن نہ لیتے کہ:

"حیرت ہے آپ جیسے لوگ بھی اوقات کا پاس و لحاظ نہیں کرتے۔"

خیر یہ تو سنی سنائی بات تھی، مشاہدہ کا ایک واقعہ سنیے:

جولائی ۱۹۶۰ء جب لکھنؤ جا رہا تھا اور مولانا کی خدمت میں اپنی حاضری کی تاریخ پہلے ہی لکھ بھیجی تھی۔ ادھر طلوع سحر کے ساتھ میں لکھنؤ پہونچا ادھر صبح ۹ بجے کی ڈاک سے مولانا کا کرم نامہ دریاباد سے آگیا کہ اس ناچیز کی خاطر سے ڈیڑھ دن کے لیے اگلی صبح تشریف لائیں گے اور اسٹیشن سے سیدھے اس کمترین کی قیامگاہ پر پہونچیں گے۔ اور آدھ گھنٹہ زیارت سے مشرف رکھیں گے۔ پھر اسی شام عصر و مغرب کے درمیان خادم اپنے مخدوم کے درِ دولت کدہ خاتون منزل پر حاضر رہے گا۔ اور چائے نوشی کا شرف پائے گا۔ دوسرے دن آٹھ بجے ناشتہ کر کے مکرر تشریف ارزانی میری قیام گاہ پر ہوگی اور ۱/۲ ۱۰ بجے صبح یہاں سے سیدھے اسٹیشن بعزم دوبارہ دریاباد روانگی ہوگی۔ ـــ

ہوا یہ کہ مولانا کی آمد پر میرے میزبان جناب حسین صاحب ایڈیشنل مجسٹریٹ لکھنؤ نے

مولانا سے درخواست کی کہ کل صبح کی تشریف آوری
میں ناشتہ یہیں فرمالیں۔ مولانا عبدالباری ندوی
نے بھی یہ درخواست قبول فرمالی ہے۔ ادنیٰ تامل
کے بعد فرمایا کہ مولانا تشریف لا رہے ہیں تو میں بھی
ناشتہ وہیں کرلوں گا۔ چنانچہ ٹھیک آٹھ بجے
تشریف لائے۔ ہم لوگ بس ناشتہ سے
فارغ ہوئے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی
بڑی پُرلطف صحبت رہی، ادبی لطائف وظرائف
سے بھرپور، مگر درمیان درمیان میں خشیت باری
تعالیٰ کی تجلیاں بھی کوندتی رہیں۔ مجھے تو وقت
کا خیال نہ تھا۔ مولانا نے یکایک جیب سے
گھڑی نکالی۔ اور دیکھا تو ۱۰½ بجنے والے تھے۔
راقم الحروف کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اچھا اب وقت ہوچکا، گیارہ
بجے کی ٹرین سے جانا ہے"۔

مولانا عبدالباری صاحب نے فرمایا کہ ایسی
موسلادھار بارش میں آپ کہاں جائیں گے شام
کی ٹرین سے چلے جایئے گا۔

مولانا فرمانے لگے:

"میں ایسا بے بس بھی نہیں ہوں"۔

یہ کہہ کر اپنی چھتری سنبھالی اور اٹھ کھڑے
ہوئے۔ مولانا عبدالباری صاحب نے ہنستے ہوئے
میری طرف دیکھا اور فرمایا:

"یہ رُکنے والے نہیں ہیں"۔

چنانچہ مولانا چل پڑے۔ ہم لوگ مولانا کے
ساتھ کوٹھے سے اتر کر کوٹھی کے گیٹ تک
مولانا کو وداع کرنے آئے۔ اور مولانا اسی بارش
میں پیادہ پا چھتری لگائے ہوئے روانہ ہوگئے۔

اور سنیے!

پاکستان کے سابق گورنر جنرل غلام محمد مرحوم
کی محض دوستانہ دعوت اور مخلصانہ اصرار پر مولانا
اپریل ۱۹۵۵ء میں پاکستان تشریف لائے۔ ڈھائی
ہفتہ کا کل سفر تھا، مگر ایک ایک دن کا پروگرام
پہلے سے منضبط! کراچی پہونچے تو اسٹیشن
پر استقبالیہ ملاقات کی سعادت اس حقیر نے بھی
پائی تھی۔ مگر خاص گورنر جنرل ہاؤس میں ملنے میں دل
متذبذب تھا، حالانکہ وہاں مولانا کی خاطر آنے جانے
والوں کے لیے راستہ ایسا ہی کھلا تھا جیسے کسی
عام شہری کا گھر ہو۔ بہرحال اسی تذبذب میں شاید
دو دن گذرے ہوں گے کہ اتوار کی صبح آٹھ بجے
کسی نے اس غریب کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ
کھولا تو دیکھتا ہوں کہ سلمان میاں (سید سلمان صاحب
خلف حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ) ہیں اور
ان کے ساتھ مخدومنا الکریم مولانا دریابادی ہیں۔ بس
اپنی حالت یہ ہوئی کہ

؎ کبھی ہم ان کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

خیر تنظیم و محبت کے ساتھ مولانا کو بٹھایا
اور عرض کیا کہ حضرت نے بڑا اکرم کیا۔ غالباً آج
کچھ فرصت نکل آئی۔ فرمایا: نہیں! آج صبح کا
پروگرام یہی تھا پہلے حضرت سید صاحب کے گھر
جاؤں۔ وہاں سے آپ کے پاس آکر آدھ گھنٹہ
بیٹھوں اور پھر آپ کو ساتھ لے کر سید صاحب
کے مزار کی زیارت کروں۔ پھر آپ کو رخصت
کر کے میں اپنی فہرست کے مطابق اور لوگوں کی
ملاقات کے لیے چلا جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ میں علاوہ ضبط اوقات کے
دلداری و دلنوازی کی کتنی رعائتیں ملحوظ تھیں۔ چاہتے
تو میرے شیخ حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ
نور اللہ مرقدہٗ کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر اس بندۂ
بے دام سلیمان کے گھر تشریف لاتے، مگر اس
نسبت کی خاطرداری، بلکہ قدرافزائی بھی منظور تھی۔
جو اس مورِ ناتواں کو حضرت سلیمانؒ کے
ساتھ حاصل ہے۔ اس اندازِ کرم سے میرے
دل نے جو حلاوت پائی اور جس درجہ ممنونِ شفقت
ہُوا اس کو اور کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔

اس سے بھی زائد ایک اور بات، مولانا
کی پاکستان تشریف آوری پر سب سے زیادہ
کھلبلی جماعت اسلامی کے عمائدین اور اس کے
خاص بہی خواہوں میں مچی ہوئی تھی۔ ان میں سرگوشیاں
یہ تھیں کہ گورنر جنرل غلام محمد صاحب (جو جماعت
کے سخت خلاف تھے) نے مولانا کو جماعت
اسلامی کے اور اس کے امیر کے خلاف قلمی محاذ
قائم کرنے کے لیے مولانا کو بلایا ہے اور اس
وقت تو صرف شرائط طے کرنے کے لیے مولانا
آئے ہیں۔ شرائط طے ہوتے ہی مستقلاً پاکستان
منتقل ہوجائیں گے۔ اور تو اور مولانا ظفر احمد انصاری
نے (جو جماعت کے ممبر نہ سہی اس سے گہری
ہمدردی رکھتے ہیں) مجھ سے پوچھا کہ مولانا عبدالماجد
صاحب کیوں آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ غلام محمد
صاحب کی شخصی دعوت پر محض دوستانہ ملاقات
کے لیے!

انصاری صاحب بولے:

نہیں! "مولانا کو جماعت اسلامی کا زور توڑنے
کے لیے یہاں مستقلاً بلایا جارہا ہے"۔

میں نے عرض کیا کہ میں مولانا کے مزاج سے
خوب واقف ہوں، ان کو کوئی شخص کسی قیمت
پر استعمال نہیں کرسکتا۔ ان کی تائید ہو یا
مخالفت وہ ان کی اپنی فکر وفہم کی بنا پر ہوتی ہے
فرمائش یا دباؤ کا وہاں گذر نہیں، مگر انصاری
کو یقین نہیں آیا۔ بولے "دیکھیے گا" میں نے دل
میں کہا کہ ہم کیا دیکھیں آپ ہی دیکھیے گا۔

دن گذرتے رہے۔ مولانا کی روانگی کی مدت
قریب آگئی، گورنر جنرل پاکستان نے اصرار کیا
کہ مولانا ایک ہفتہ اور رُک جایئے مگر مولانا نے
بس یہی جواب دیا کہ بس اتنی ہی مہلت نکال کر
اور اتنی ہی مدت کے لیے صدق اور دوسرے
کاموں کا انتظام کرکے چلا تھا۔ ایک دن کی بھی دیر
ہوگی تو نظام میں خلل پڑجائے گا۔ چنانچہ ٹھیک اپنے
پروگرام کے مطابق مولانا یہاں سے روانہ ہوگئے
اور رقیبانہ نگاہیں نہ جانے کب تک سامان
بدگمانی ان کی واپسی کو تکتی رہیں مگر پھر مولانا کراچی
تشریف نہیں لائے۔

عام طور پر قاعدہ ضابطہ برتنے والوں کا
مزاج روکھا اور فطری لچک اور لوچ اور ذوقِ
محبت سے عاری ہوتا ہے۔ مگر ہمارے مولانا
ایسے نہیں وہ اس قدر پابند نظم وضبط ہوکر بھی
بہت رقیق القلب۔ بڑے شفیق اور محبت نواز
ہیں۔ ان کا دل خشیت الٰہی سے لبریز رہتا ہے
باتوں باتوں میں دل کا بھر آنا، آنسوؤں کا بہہ نکلنا تو
اس عاجز نے بھی دیکھا ہے۔ اپنے محبوب
معاصرین کی رحلت پر انہوں نے جو کچھ لکھا ہے
وہ ان کے تعلق خاطر اور رابطۂ الفت کے مؤثر
نقوش ہیں۔ دوست داری کا یہ حال کہ جب
کبھی دریاباد سے لکھنؤ جانا ہوا تو اپنے بزم احباب کے

رکنِ آخرین مولانا عبدالباری صاحب ندوی (مدظلہ) سے (جو عرصہ سے صاحبِ فراش ہیں[1]) ان کے گھر جا کر ملے بغیر چین نہیں آتا۔ چند ماہ پہلے مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے اس عاجز کو لکھا

"ماجد میاں مدراس کے اس طویل سفر سے لکھنؤ پہونچے اور اس ناکارہ کی خبر گیری کے لیے گھر تشریف لائے۔ تعلق اور وضعداری میں ذرا فرق نہ آنے دیتے یہ ان ہی کی ہمت ہے"

یہی معاملہ چھوٹوں پر رحم کا دیکھا کہ اپنی طرف سے عریضہ لکھنے میں کبھی غیر معمولی تاخیر ہوگئی تو فوراً خیریت طلبی کا کرم نامہ آجاتا ہے۔ بہت مختصر، مگر پُراز محبت، کیفیت، کمیت سے بے نیاز کیے ہوئے۔

یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ حلقہ احباب کے خلیق اور مقبول اپنے گھر اور خاندان کے قاطع رحم اور نامقبول ہوتے ہیں، مولانا گھر اور باہر ایک ہیں۔ ڈپٹی عبدالمجید مرحوم کی رحلت پر "نازبردار بھائی" کے زیرِ عنوان مولانا نے جو کچھ صدق میں لکھا یا پھر اپنی اہلیہ کی وفات پر "بڈھی محبوبہ" کے عنوان سے جو اثر انگیز واقعات تحریر فرمائے ان کا لفظ لفظ خونِ دل کی تراوش ہے جو گہری محبت اور "حزنِ فراق" کا پتہ دے رہا ہے جو ایک محبت آفرین خاندانی زندگی ہی میں پایا جا سکتا ہے

مولانا کی زندگی کا ایک بہت ہی کمیاب وصف یہ ہے کہ ان کی زندگی ایک متعین مقصد کیلیے وقف ہے۔ دین و ملت کی علمی اور فکری خدمت کو انھوں نے اول روز سے اپنا مقصد بنایا اور آج تک سرِمو اس سے ہٹنے نہ پاتے۔ حالانکہ نصف سے زائد صدی کے عرصہ میں کتنے انقلابات آئے اور لوگ کیا سے کیا ہو گئے۔ کوئی مسندِ علم سے اُٹھ کر خارزارِ سیاست میں جا پڑا، کوئی خدمت ملّی کو چھوڑ کر حکومت کی کرسی پر بیٹھ گیا، کسی نے مدرسہ سے اکتا کر خانقاہ کی راہ لی، کتنے بوریہ نشین زاہد و متوکل حرصِ دنیا اور حبِ مال کے دلدل میں جا پھنسے، مگر مولانا اس سارے طوفانِ حوادث میں اپنی جگہ ایسے قائم رہے گویا قدرت نے انہیں کوہِ جودی پر بٹھا رکھا ہے۔ یاد رہے کہ پاکستان کے دورانِ قیامِ احقر کی موجودگی میں ایک صاحب نے مولانا سے عرض کیا کہ اب تو پاکستان تشریف لے آیئے۔ ہندوستان میں کیا رکھا ہے تو مولانا کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی اور ناگواری کے لہجہ میں فرمایا:

"آپ کے نزدیک میں ہندوستان میں بیٹھا تضیع اوقات کر رہا ہوں"؟

اپنے دائرے میں مولانا کی جو خدمات خاص کر "صدق جدید" کے ذریعہ تقسیم ہند کے بعد جاری ہیں وہ ایک مبصر کے لیے معمولی نہیں۔ مولانا کے کلام میں بلاشبہ بجلی کی چمک اور کڑک نہیں۔ مگر غور سے دیکھیے تو ماہتاب کی خاموش فیض رسانی کا اثر موجود ہے۔

مولانا دریابادی مجلسی آدمی بالکل نہیں تحریریں وہ جس قدر شگفتہ بلکہ شوخ و شنگ نظر آتے ہیں، عام مجلس میں وہ اس کے برعکس سراپا سکوت اور مرقع وقار بنے رہتے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ وہ کھلتے ہی نہیں، مگر اس کے لیے بہت ہی محدود مجلس اور خاص بے تکلف اہلِ مجلس کی شرط ہے۔ ایسی مجلس میں البتہ مولانا کی ظرافت اور ادب نوازی پورے جوہر دکھاتی ہے، مگر ایسے وقت میں ایک بھی غیر آجائے تو وہ دفعتاً ایسے بند ہو جاتے ہیں کہ جیسے چھوئی موئی کا پتہ ذرا سے چھو جانے سے بند ہو جاتا ہے۔ کراچی جب مولانا تشریف لائے تھے یہاں کے ادارۂ صحت (INSTITUTE of MENAL HYGIENE) نے مولانا سے استفادہ کے لیے ایک خاص مجلس مذاکرہ منعقد کی جس میں ۱۰، ۱۲ افراد سے زاید نہ تھے۔ مولانا راقم الحروف ہی کے ساتھ اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ گفتگو کا آغاز ادارہ کے صدر ڈاکٹر کرنل ش ہ نے کیا۔ "تعدادِ ازواج" کا مسئلہ اسلامی نقطۂ نظر سے زیرِ بحث آیا تقریباً تقریباً ہر حاضر مجلس نے اپنا اپنا خیال پیش کیا اور سب کا منشا یہ تھا کہ مولانا آخر میں اس پر دینی اور نفسیاتی لحاظ سے تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔ مگر اہلِ مجلس کو مایوسی اٹھانا پڑی۔ بس یہ رہا کہ مذاکرہ کے دوران مولانا نے کبھی سر کے اشارے سے اور کبھی "ٹھیک ہے" کے لفظ سے جس کو ٹھیک پایا اس کی تائید فرمادی۔ جب مجلس برخاست ہو چکی تو مولانا نے مجھ سے فرمایا:

"آپ ان حضرات سے فرمادیں کہ میں مجلسی آدمی نہیں ہوں۔ اپنا لٹریچر میرے ساتھ کردیں میں اس کو پڑھ کر اپنی رائے لکھ دوں گا"۔

میں نے تو پہلے ہی اپنے احباب ادارہ کو یہ بات بتلا دی تھی۔ مگر ان کو یقین اس مشاہدہ کے بعد ہی حاصل ہوا۔

مولانا کا ایک بزرگانہ وصف یہ ہے کہ وہ بڑے ذرہ نواز اور قدرداں اور قدر افزاں ہیں۔ اس جوہری کو جب پتھر میں کہیں صلاحیت کی جوت نظر آئی اس نے اپنے گوشۂ خمول میں بیٹھے بیٹھے مختصر خطوط کے چھوٹے چھوٹے جملوں سے اس کی نفسیاتی تراش کی اس کی اصل صلاحیت ہیرے کی طرح چمک اٹھی۔ خود اس ممنونِ کرم کو ابھارنے میں سب سے پہلا اور بڑا ہاتھ مولانا ہی کا رہا۔ انٹرمیڈیٹ کے سالِ اول میں پہونچ کر مجھے صدق کی تحریروں نے انشاءِ ماجدی کا گھائل کر دیا تھا۔ پھر انشار نے خود منشائے انشا سے بھی دلچسپی پیدا کر دی۔ مولانا کی شخصیت سے شغف پیدا ہو گیا۔ مراسلت کی ابتدا ۱۹۳۹ء سے ہوئی۔ انجذاب بڑھتا گیا۔ نفع پہونچتا رہا۔ ہمت افزائیوں نے مضمون نگاری سے بڑھ کر تصنیف و تالیف کی جرات پیدا کر دی۔ اپنی پہلی تصنیف نواب بہادر یار جنگ مرحوم کی سوانح "قائدِ ملت" (اس کا پاکستانی ایڈیشن اب بہادر یار جنگ اکیڈمی کراچی نے "حیاتِ بہادر یار جنگ" کے نام سے چھپا ہے) پر مولانا سے دو حروف لکھنے کی درخواست کی۔ مقدمہ جو لکھ کر آ

---

[1] اور اب مرحوم و مغفور ہو چکے ہیں۔ واحسرتا۔

اپنے وہم وگمان سے کہیں زیادہ سامان ہمت افزائی لیے ہوئے اس تصنیف نے اس گمنام کو اہل قلم میں کچھ متعارف کردیا اور اب مضامین کا سلسلہ اور صدق کے ذریعہ مولانا کی ذرہ نوازیاں بڑھتی گئیں۔ یہاں تک کہ جب مرشد اقدس علامہ عصر مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو ان کی سوانح نگاری کے لیے مولانا نے صدق میں اس عاجز کا نام تجویز کیا جو اوروں کے لیے تو تعجب کا باعث تھا ہی خود اپنے لیے بھی تمام تر حیرت سامانیاں ہی لیے ہوئے تھا۔ مگر جب بہ تائید الٰہی "تذکرۂ سلیمان" پیش کرنے کی سعادت ملی تو اللہ کے فضل وعنایت سے تجویز ماجدی کو ہر متحیر نے سراہا۔ اور خود حضرت دریا بادیؒ مدظلہ کا بزرگانہ فخر وسرور سے کھلا چہرہ اب تک نگاہوں میں تازہ ہے۔ جب لکھنؤ میں ملاقات ہوتے ہی مولانا نے شفقت بھری نظریں مجھ ناکارہ پر ڈالیں اور فرمایا (اور اشارہ تذکرہ سلیمان کی جانب تھا) "اب کیا فرماتے ہیں وہ حضرات جن کو میری تجویز پر حیرت تھی؟" میں نے عرض کیا کہ اب تو خود ان حضرات کے خطوط بھی بہت داد وتحسین کے آئے ہیں۔! غرض اپنے پر قیاس کر کے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جب فیضان ماجدیؒ کی شعاعیں شمال سے دکن تک پھیل سکتی ہیں تو انہوں نے اپنے اطراف کو کتنا کچھ فیضیاب نہ کیا ہوگا اور کتنے ذرے ان ہی شعاعوں سے چمک نہ اٹھے ہوں گے۔

آخر میں دل کی ایک بات۔ جولائی ۶۰ء میں جب لکھنؤ جانا ہوا تو اصل مقصود حضرت مولانا عبدالباری ندوی مدظلہ سے باطنی استفادہ تھا مگر اس سفر کا ایک ارمان بھی تھا کہ دریا باد پہونچ کر بالکل تخلیہ میں جب طالب ومطلوب کے سوا کوئی اور موجود نہ ہوگا اپنا یہ ارمان نکالوں گا، مگر افسوس کہ اپنے ارادے، بلکہ خود حضرت دریا بادی مدظلہ سے وعدہ کرلینے کے باوجود وقت پروگرام ملتوی کر کے لکھنؤ سے حیدرآباد دکن جانا پڑا اور دل کی بات دل ہی میں رہ گئی۔ اب جبکہ دوبارہ حاضری اور حصول نیاز کا قریبی امکان نہیں رہا ہے اس وقت جامیؔ سامی کی طرف سے ایک مخفی اکساہٹ دل میں پا رہا ہوں۔ ؎

بیا جامی رہا کن شرم ساری
ز صاف و دُرد پیش آر آنچہ داری

ارمان یہ تھا کہ اپنے مخدوم کو دور حاضر کے مدعیٔ نبوت کے بارے میں ان کے "تاویلی" مسلک سے، جس کی وجہ سے دل لرز اٹھتا ہے ہٹانے کی وہ تدبیر اختیار کی جائے جو اب تک کسی نے نہ کی ہو۔ جی میں یہ تھا کہ حجت وبرہان کے ذریعہ نہیں کہ اس کا تو اتمام بھی ہو چکا۔ اور یوں بھی:

ع۔ عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے

بلکہ عشق ومحبت کی راہ سے۔ کہ

عشق بیچارہ نہ واعظ ہے نہ ملا نہ فقیہ۔

اپنے مخدوم ومحبوب کو منوالیا جائے۔ ارادہ یہ تھا کہ ان کے پاؤں پکڑ لیتا اور اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ کر حب نبوی کا واسطہ دے کر عرض کرتا کہ اس مسئلہ میں بس اب رجوع ہی فرمالیں اور اس وقت تک نہ چھوڑتا کہ وہ مان ہی لیتے یا جلا کر قدم بوس کو ٹھکرا دیتے۔ مگر یہ احتمال ہی احتمال تھا، اپنی نیاز مندی اور ان کی شفقت ومحبت نوازی، اپنی نیک نیتی اور ان کی جوہر شناسی یقین ہے کہ انکو ماننے پر مجبور کردیتی۔

ہر قسم کے دیدہ زیب، پائیدار
پیڈسٹل، سیلنگ و ٹیبل
پنکھوں
کے حصول کیلئے تشریف
لائیں، بازار سے بارعایت
کی گارنٹی دی جاتی ہیں
رحمانیہ الیکٹرک سروس
ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں
ہدایت واصلاح کے بارے میں بے نظیر کتاب
کتاب الکبائر کا اردو ترجمہ
از علامہ ذہبی دمشقیؒ
دوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے۔ یہ کتاب مشہور عالم کتاب ہے جس کا پہلا
ایڈیشن ختم ہو گیا تھا کیونکہ یہ کتاب مستند اور بہترین تسلیم کی گئی ہے
شائقین اہل علم وخطبا کیلئے سنہری موقع جلد از جلد طلب فرمائیں۔ صفحات ۵۰۴ مجلد
محصول ڈاک معاف
قیمت [illegible]
سٹاکسٹ: جنیبل بک ڈپو بلاک نمبر ا سرگودھا۔ علاوہ ازیں مکتبہ نعمانیہ اردو بازار لاہور
تنویر القرآن اردو بازار لاہور، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، مکتبہ امدادیہ مقبول روڈ ملتان، نور محمد کارخانہ تجارت کتب
آرام باغ کراچی۔

## پولیس اور ایف۔ ایس۔ ایف کے "بہادروں" کو

# عورتوں نے للکار کر کہا ــــ ہمیں گولی مار دو!

مکتوب گکھڑ

نمائندہ خصوصی:

قصبہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں نوجوان قومی تحریک کے آغاز ہی سے ضلعی ہائی کمان سے محاذ کھولنے کی اجازت طلب کر رہے تھے، لیکن انہیں اجازت یکم اپریل کو ملی اور اسی روز نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد بوہڑہ والی سے جہاں جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب خطابت کے فرائض انجام دیتے ہیں، احتجاجی جلوس نکال کر گرفتاریاں پیش کی گئیں۔ اسی رات حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور ان کے ساتھ مولانا غلام نبی، میاں ظفر اقبال اور دیگر قائدین کو ڈی پی آر کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد سے روزانہ احتجاجی جلوس نکلتے ہیں اور گرفتاریاں پیش کرتے ہیں، تحریک کے تیسرے دن پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا تو اس سے اگلے روز قصبہ گکھڑ کی خواتین سراپا احتجاج بن سڑکوں پر نکل آئیں۔ خواتین نے بہت بڑا مظاہرہ کیا جس سے بیگم مولانا سرفراز خان بیگم جمال بٹ، بیگم فاروق غنی اور بیگم محمود شبیر ورک نے خطاب کیا۔ خواتین نے جی۔ٹی روڈ پر تقریباً دو گھنٹے تک ٹریفک کو روکے رکھا، اور قومی مطالبات کی حمایت کے ساتھ ساتھ پولیس تشدد کی مذمت میں نعرے لگائے۔ خواتین مظاہرہ ختم کر کے گھروں کو واپس گئیں تو پولیس نے ان کے جوش وخروش کا بدلہ عصر کے بعد نکلنے والے احتجاجی جلوس سے لیا اور شدید لاٹھی چارج کیا۔ اس دوران پیپلز پارٹی کے مقامی عہدہ دار پولیس افسروں اور ریزیڈنٹ مجسٹریٹ سے مل کر قومی اتحاد کے قائدین اور کارکنوں پر دباؤ ڈالتے رہے کہ وہ محاذ بند کر دیں، لیکن جیالے کارکنوں اور غیور نوجوانوں نے جھکنے اور دبنے سے انکار کر دیا اور مرکزی ہائی کمان کی ہدایت کے مطابق تحریک کو جاری رکھنے کا عزم کیا۔ اس دوران پولیس نے یہ حکمت عملی اختیار کی پیپلز پارٹی کے مقامی عہدہ داروں کے کہنے پر کچھ لوگوں کو بلا وارنٹ پکڑ کر لے جاتی اور پھر انہی کے کہنے پر چھوڑ دیتی اور یہ پروپیگنڈا کیا جاتا کہ قومی اتحاد کے ان کارکنوں نے معافی مانگ لی ہے۔ اس کے علاوہ قومی اتحاد کے بعض گرفتار شدہ کارکنوں پر تشدد کر کے ان سے بھی سادہ کاغذ پر دستخط کرالئے۔

جب ان تمام ہتھکنڈوں کے باوجود بھی تحریک کا راستہ نہ روکا جا سکا تو ۱۶ اپریل کو پولیس اور ایف۔ایس۔ایف نے ظلم و تشدد کی انتہا کر دی اور وحشت و بربریت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ جس کی مثال قصبہ کی تاریخ میں نہیں ملتی!

پروگرام کے مطابق جامع مسجد بوہڑہ والی سے عصر کے بعد کارکنوں نے گرفتاریاں پیش کرنا تھیں، اجتماع ہوا، تقریریں ہوئیں اور کارکن گلوں میں ہار ڈالے مسجد کے مین گیٹ سے باہر نکل آئے، مگر پولیس دور کھڑی رہی۔ مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اعلان کیا گیا کہ کارکن گرفتاریوں کے لیے تیار کھڑے ہیں، پولیس آئے اور انہیں گرفتار کر لے، لیکن پولیس پھر چپ سادھے رہی۔ اس پر اجتماع باہر نکلا تو پولیس اور ایف ایس ایف نے انہیں لاٹھیوں کی زد میں رکھ لیا۔ جواب میں پتھراؤ ہوا، لیکن پولیس اور ایف ایس ایف شاید طے شدہ منصوبے کے تحت "کچھ کرنا" چاہتے تھے۔ اسی لیے معمول سے تین گنا زیادہ تعداد میں لائے گئے تھے۔ انہوں نے لاٹھی چلائی اور اس زور سے چلائی کہ شرافت بلبلا اٹھی پانچ نوجوان شدید زخمی ہو گئے۔ دس سال کے ایک بچے کے سر پر ڈنڈا مارا وہ گر پڑا۔ اور اس گرے ہوئے بچے پر ایف ایس ایف کے ایک سورما نے ڈنڈوں کی بارش کر دی۔ وہ بچہ ابھی تک بے ہوش ہے، دوسرے نوجوان بھی زخموں سے چور ہیں۔

لاٹھی چارج سے توجہ ہٹی تو پولیس اور ایف ایس ایف کے سینکڑوں نوجوانوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر کے مکان کو گھیرے میں لے لیا۔ بدقسمتی سے مکان کے پڑوس میں ایک مکان کی تعمیر ہو رہی تھی اور اینٹیں جمع تھیں، پھر ان سورماؤں نے چاروں طرف سے مولانا محمد سرفراز خان کے مکان میں خواتین اور بچوں پر مسلسل پتھراؤ کیا۔ اس پر بھی صبر نہ ہوا تو کچھ غنڈے مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور فحش گالیاں بکنے لگے

اس پر مکان کے اندر سے خواتین صحن میں آگئیں اور للکار کر

کہا کہ ۔:

## اُس طرح غنڈہ گردی کیوں کرتے ہو؟ ہم سامنے کھڑی ہیں، آؤ اور ہمیں گولی مار دو

اس پر تشدد اور غنڈہ گردی میں کسی قدر کمی ہو گئی۔ سات اپریل کو خواتین نے اس وحشت و بربریت کے خلاف پھر احتجاجی جلوس منظم کیا اور ہزاروں خواتین سراپا احتجاج بن کر گھروں سے باہر نکل آئیں۔ پولیس نے انھیں گھیرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے خوب مقابلہ کیا۔ پولیس نے انہیں گھیرنے کی کوشش کی، لیکن انہوں نے خوب مقابلہ کیا۔ پولیس کے جوانوں سے خواتین نے لاٹھیاں چھین لیں۔ اور جھپٹ میں کچھ عورتیں زخمی بھی ہوئیں۔ دو گھنٹے تک خوب مقابلہ ہوا۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کو بھی خواتین کے تھپیڑوں اور مکوں سے فیض یاب ہونا پڑا۔

**بالآخر**

اس نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور آئندہ تشدد نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس پر خواتین گھروں کو واپس گئیں۔

حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر فرزند اور پاکستان قومی اتحاد کے صوبائی نائب صدر مولانا زاہد الراشدی نے چھ مارچ کے واقعات سے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو بذریعہ ٹیلی گرام مطلع کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ :

و انچارج پولیس چوکی گکھڑ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ پیپلز پارٹی کے مقامی عہدیداروں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔

و تشدد کرنے والے پولیس دستوں کی قیادت پیپلز پارٹی کے مقامی عہدہ دار بالخصوص مسٹر مقبول بٹ خود کرتے ہیں

و پیپلز پارٹی کے کہنے پر کچھ لوگوں کو بلا وارنٹ گرفتار کیا جاتا ہے اور پھر انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ اتحاد کے کارکن تھے، جنہوں نے معافی مانگ لی ہے۔

و قومی اتحاد کے گرفتار شدہ کارکنوں سے جبراً سفید کاغذ پر دستخط لیے جا رہے ہیں۔

راشدی صاحب نے مقامی انتظامیہ اور پیپلز پارٹی کے گٹھ جوڑ کی مذمت کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے نام اپنے ٹیلی گرام میں مطالبہ کیا کہ۔ انچارج پولیس چوکی گکھڑ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کو فی الفور تبدیل کیا جائے۔

۷ر اپریل کو راشدی صاحب نے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو ایک اور ٹیلی گرام میں اس واقعہ کی طرف متوجہ کیا کہ پولیس اور ایف ایس ایف کے غنڈوں نے گکھڑ میں ان کے مکان پر پتھراؤ کیا اور گھر میں گھس کر خواتین اور بچوں پر پتھراؤ کیا۔ اور فحش گالیاں دیں

ٹیلی گرام میں سابقہ مطالبات کو بھی دہرایا گیا۔

آٹھ اپریل کو قصبہ گکھڑ میں ان واقعات کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا۔ اور تمام مساجد میں قراردادوں کے ذریعہ واقعات کی مذمت کرتے ہوئے آر۔ ایم اور انچارج پولیس چوکی کے فوری تبادلہ کا مطالبہ کیا گیا۔

---

۹ اپریل کو نام نہاد اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر مظاہروں میں شرکت کے لیے دوسرے شہروں کی طرح گکھڑ سے بھی متعدد افراد لاہور گئے۔ لیکن بیشتر کو گوجرانوالہ میں پولیس نے بسیں رکوا کر گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدگان میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب کے فرزند اور جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ کے صدر حافظ عبد الحق خان بشیر بھی شامل ہیں۔ گرفتار شدگان کو اب ڈسٹرکٹ جیل بھیج دیا گیا ہے۔

لاہور میں ۹ اپریل کے المناک سانحہ پر احتجاج کے لیے ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو جامع مسجد پیر عبد اللہ شاہ گکھڑ کے لاؤڈ سپیکر سے پروگرام کا اعلان کیا گیا۔ جس پر پولیس اور ایف ایس ایف کے نوجوان مسجد پر پل پڑے۔ مسجد کے ساتھ ملحق دار العلوم سلطانیہ رضویہ کے طلبہ کو بے تحاشہ پیٹا گیا اور ایک نوعمر طالب علم محمد [illegible] کو بالوں سے پکڑ کر زبردست زدوکوب کیا گیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ اس کے بعد پولیس نے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی۔ اور راہ پر چلنے والے ہر شخص کو بے تحاشہ تشدد کا نشانہ بنایا۔

پولیس نے مرکزی جامع مسجد بوہڑ والی کو علی الصبح تالہ لگا دیا اور یہ تالہ بندی ظہر کی نماز تک جاری رہی۔ ان تمام کارروائیوں کے باوجود گکھڑ کے شہریوں نے احتجاجی جلوس نکالا اور حسب دستور چھ کارکنوں نے جامع مسجد بوہڑ والی میں گرفتاریاں پیش کیں۔

گکھڑ میں تحریک پورے جوش و خروش سے جاری ہے اور کارکنوں کے عزم و حوصلہ میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

قومی اتحاد کے مقامی لیڈر محمد بشیر اور دیگر رہنما حاجی سید احمد ڈار، سید محمد شفیع، حافظ بشیر احمد چیمہ اور عرفان احمد کی گرفتاریوں کے لیے پولیس مسلسل چھاپے مار رہی ہے۔ لیکن وہ ابھی تک حکمت عملی اور تدبیر کے ساتھ تحریک کی پوری طرح قیادت کر رہے ہیں

کشتہ جات
مُربہ جات
پلینٹ دیسی ادویات
کیلیے
عرصہ پچاس سال سے
مشہور، ملک میں ہر
جگہ دستیاب نام یاد رکھیے
حقانی کشتہ جات رجسٹرڈ
منچن آباد ضلع بہاول نگر

از قلم: زاہد الراشدی

# مذاکرات کس بات پر؟

پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو بار بار اس بات کو دہرا رہے ہیں کہ وہ قومی اتحاد کے ساتھ مذاکرات کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور باہمی تنازعات کو بات چیت کے ذریعہ طے کرنے کے خواہش مند ہیں۔ مذاکرات اور بات چیت کی دعوت بظاہر بڑی خوش نما ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مذاکرات کس مسئلہ پر ہوں گے؟

قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے درمیان اصل ما بہ النزاع مسئلہ قومی اسمبلی کے انتخابات کا ہے۔ جو سات مارچ کو منعقد ہوئے اور جس میں اس قدر وسیع پیمانے پر دھاندلیاں ہوئیں کہ نہ صرف قومی اتحاد بلکہ چاروں صوبوں کی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اور دو سابق ججوں جناب بشیر الدین احمد اور جناب بدیع الزمان کیکاؤس کی رائے کے مطابق جزوی تحقیقات یا انتخابی ٹربیونل کے قیام سے ان دھاندلیوں کا مداوا نہیں ہو سکتا اور اس کا حل صرف یہ ہے کہ وزیر اعظم مستعفی ہوں الیکشن کمیشن کی از سر نو تنظیم کی جائے اور عدلیہ و فوج کی نگرانی میں نئے سرے سے الیکشن کرائے جائیں۔

دوسری طرف جناب ذوالفقار علی بھٹو کا موقف یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے الیکشن کا معاملہ طے شدہ ہے اس پر گفتگو نہیں ہو سکتی اور نہ ہی دوبارہ الیکشن کرائے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ دوسرے امور پر وہ قومی اتحاد سے بات چیت کے لئے تیار ہیں۔

یہ بات کسی بھی ذی شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب مسٹر بھٹو کے نزدیک قومی اسمبلی کے الیکشن کا مسئلہ طے شدہ ہے اور قومی اتحاد کے نزدیک اصل ما بہ النزاع ہی قومی اسمبلی کا الیکشن ہے تو مسٹر بھٹو قومی اتحاد کے ساتھ آخر کس موضوع پر بات چیت کرنا چاہتے ہیں؟

اس صورت حال کے پیش نظر یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ مذاکرات سے عملی انکار قومی اتحاد کی جانب سے نہیں بلکہ مسٹر بھٹو کی طرف سے ہے آخر اصل ما بہ النزاع مسئلہ کو ایجنڈا سے خارج کر کے مذاکرات کی دعوت دینا بات چیت سے انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

## گولی کی زبان

۲۶ مارچ کی کامیاب ملک گیر ہڑتال سے قبل چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ نے یہ حکم جاری کیا کہ تخریبی کارروائیوں میں ملوث افراد کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ اسی طرح ہڑتال والے روز ملتان میں ایک فوجی جیپ سے بار بار یہ اعلان نشر ہوتا رہا کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے والوں کو گولی مار دی جائے گی۔

قطع نظر اس کے کہ "دیکھتے ہی گولی مار دینے" کے اس نادر شاہی حکم کا عوام کی صحت پر کتنا اثر ہوا اور یہ "گولی" عوام کے احتجاجی مظاہروں کو روکنے کے لئے کہاں تک کامیاب ہوئی یہ اعلانات پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے خدانخواستہ ہم ایک آزاد ملک پاکستان کے شہری ہونے کی بجائے رہوڈیشیا کے باشندے ہیں۔ جن پر غیر ملکی آقاؤں نے گولی کے زور سے تسلط قائم رکھا ہے اور جو ملک کے اصل باشندوں کی ذرا سی نقل و حرکت کا جواب بھی گولی سے دینے کے لئے ہر وقت اٹین شن رہتے ہیں۔

ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہمارے حکمران خود کو اس قوم کے افراد سمجھنے کی بجائے شاید غیر ملکی آقا ظاہر کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں ورنہ اپنی ہی قوم کے افراد کو بار بار گولی کی دھمکیاں دینے کا کیا مطلب ہے؟

## زندہ باد مولانا محمد زکریا

کراچی کے مرد حر مولانا محمد زکریا نے جو جمعیۃ علماء اسلام کراچی سنٹر کے امیر ہیں حالیہ الیکشن اور اس کے بعد تحریک میں جرأت و استقامت کی جو شاندار روایات قائم کی ہیں ان پر بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے مولانا محمد زکریا نے قومی اسمبلی کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کے عبدالحفیظ پیرزادہ کا مقابلہ کیا اور پیرزادہ غنڈہ گردی اور دھاندلیوں کی انتہا کو چھونے کے باوجود الیکشن میں مولانا محمد زکریا کو شکست نہ دے سکے اور انہیں نام نہاد قومی اسمبلی میں بیٹھنے کے لئے نتائج میں گڑبڑ کے نئے ہتھکنڈے کا سہارا لینا پڑا۔ حتیٰ کہ مولانا محمد زکریا کو الیکشن کے دن اتنا زدوکوب کیا گیا کہ وہ کئی دنوں تک جناح ہسپتال کراچی میں صاحب فراش رہے اور جب ہسپتال سے فارغ ہوئے تو قومی اتحاد کی احتجاجی تحریک کی جرأت مندانہ قیادت کرتے

ہوئے گرفتار ہو گئے

مولانا زکریا کی گرفتاری کا منظر بھی انتہائی ایمان افروز ہے۔ مولانا موصوف اور ان کے رفقاء جلوس کی قیادت کرتے ہوئے جب مقررہ جگہ سے روانہ ہوئے تو فوج نے ان کا راستہ روکا اور ان کے آگے سرخ پٹی بچھا کر خبردار کیا کہ اس پٹی کو عبور کیا تو گولی ماردی جائے گی۔ فوجی جوان اپوزیشن سنبھالے ہوئے تھے۔ لیکن مولانا محمد زکریا اور ان کے ساتھی کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے سرخ پٹی کو عبور کر گئے۔ فوجی افسر نے سرخ پٹی کو وہاں سے اٹھا کر اور آگے بچھا دیا کہ اگر اب اس کو عبور کیا تو گولی ماردی جائے گی۔ مولانا زکریا اور ان کے ساتھیوں نے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اس کو بھی عبور کر لیا۔ پھر یہ سرخ پٹی اور آگے رکھ کر گولی کی دھمکی دہرائی گئی۔ لیکن ان مردان حر نے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اس بار بھی سرخ پٹی کو پاؤں تلے روند ڈالا اس کے بعد انہیں گھیرے میں لے کر گرفتار کر لیا گیا۔

اللہ تعالیٰ خوش رکھیں مولانا زکریا کو کہ انہوں نے اپنے عظیم اسلاف کی جرأت مندانہ روایات کو ایک بار تازہ کر دیا اور نئی نسل کو جرأت وہمت کی ایک بار پھر راہ دکھائی۔

## آئین کا تقاضہ

قومی اتحاد نے صدر مملکت جناب فضل الٰہی چودھری سے ایک خط میں استدعا کی کہ وہ قومی اسمبلی کے الیکشن کرانے کا اہتمام کریں جس کے جواب میں صدر مملکت نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوبارہ الیکشن کرانا آئین کی خلاف ورزی ہے اور میں نے آئین سے وفاداری کا حلف اٹھایا ہوا ہے۔

قطع نظر اس سوال کے کہ دوبارہ الیکشن کرانا آئین کی فی الواقع خلاف ورزی بھی ہے یا نہیں سوال یہ ہے کہ اب تک جو کچھ ہوا ہے کیا وہ سب کچھ آئین کے مطابق ہے۔ کیا صدر مملکت کے نوٹس میں یہ بات نہیں کہ

- پیپلز پارٹی نے الیکشن کی ابتدا ہی دھاندلیوں سے کی اور اپوزیشن کے امیدواروں کو اغوا کر کے اور ان کے جعلی دستخط کر کے ۲۰ بلامقابلہ سیٹیں حاصل کرنے کا اہتمام کیا۔
- الیکشن میں پیپلز پارٹی اور اس کے ساتھ انتظامیہ کے بدعنوان افسران نے اس قدر وسیع پیمانے پر دھاندلیاں کیں کہ ہٹلر کی روح پر بھی لرزہ طاری ہو گیا۔
- بیلٹ بکس اٹھائے گئے، صوبائی اور وفاقی وزیر سٹین گنیں کندھوں پر لٹکائے پولنگ سٹیشنوں پر لوگوں کو دھمکاتے رہے نتائج پہلے سے طے کر کے ریڈیو اور ٹی وی پر نشر کئے گئے۔
- قومی اسمبلی کے انتخابات کے سرکاری نتائج صرف اس لئے دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک نا خبر کئے گئے کہ شاید اپوزیشن سے کچھ سیٹوں پر سودا بازی ہو جائے۔
- اپوزیشن کے ارکان کو بار بار سودا بازی کی ترغیب دی جاتی رہی اور اب بھی دی جا رہی ہے۔
- چیف الیکشن کمشنر نے خود پریس کانفرنس میں تسلیم کیا کہ الیکشن میں دھاندلیاں ہوئی ہیں
- جن چند حلقوں کی تحقیقات کی کاروائی اخبارات میں شائع ہوئی ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر دھاندلیوں کی وسعت اور سنگینی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔
- ۱۱ مارچ اور ۲۶ مارچ کو ملک گیر ہڑتال اور ۱۰ مارچ کو صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے مکمل بائیکاٹ کے ذریعہ عوام نے ۱۰ مارچ کی دھاندلیوں پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔
- اور اب تو خود پیپلز پارٹی بلوچستان کے ذمہ دار عہدہ داروں نے انتخابات میں کھلم کھلا دھاندلی کا اعتراف کر لیا ہے

کیا صدر مملکت یہ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ سب کچھ آئین کے مطابق ہوا ہے؟ اور کیا جس عرصہ میں یہ سب کچھ ہوا ہے اس دوران صدر محترم آئین سے وفاداری کے حلف سے مستثنیٰ تھے۔؟

صدر گرامی قدر! مسئلہ آئین کا نہیں عوام کے حقوق اور ووٹ کے تقدس کا ہے اور آپ اگر واقعی آئین اور ملک کے وفادار ہیں تو اس وفاداری کا تقاضہ مسٹر بھٹو کی کرسی کے تحفظ میں نہیں بلکہ عوام کے ووٹ کے احترام اور ان کی رائے کے تقدس کو بحال کرنے میں ہے۔ کیونکہ آئین ایک شخص کی وفاداری کی بجائے عوام کے فیصلے کو تسلیم کرنے کی ہدایت کرتا ہے

## گھر کا بھیدی

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ مارچ صفحہ آخر کی ایک خبر کے مطابق بلوچستان پیپلز پارٹی کے خازن ملک باز محمد زئی نے مطالبہ کیا ہے کہ آزادانہ ماحول میں منصفانہ الیکشن کرائے جائیں، کیونکہ انتخابات میں بڑے پیمانے پر دھاندلیاں ہوئی ہیں انہوں نے کہا کہ وہ یہ مطالبہ ساتھیوں کے مشورے سے کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ مطالبہ منظور نہ ہوا تو وہ ۲۰ اپریل کو مستعفی ہو جائیں گے۔

لیجئے اب تو گھر کے بھیدی نے بھی گواہی دے دی ہے کہ ہاں دھاندلیاں ہوئی ہیں۔ اور بڑے پیمانے پر ہوئی ہیں اور اس کا مداوا الیکشن ٹربیونل سے نہیں بلکہ آزادانہ ماحول میں منصفانہ انتخابات کرانے سے ممکن ہے۔

کیوں جناب چیف الیکشن کمشنر! کیا اب

دیانت ، امانت ، خدمت کے جذبہ سے
زرعی اجناس کی خرید و فروخت کرتے ہیں
لہٰذا آپ گندم، گڑ شکر، کھانڈ، باجرہ جوار سرسوں و دیگر زرعی اجناس خرید و فروخت کیلئے تشریف لائیے
اکبر برادرز کمیشن ایجنٹس غلہ منڈی ہارون آباد

رپورٹنگ قمر ہاشمی

# انشاء اللہ تعالے

## بہت جلد ظلم و جبر کا خاتمہ ہو کر رہے گا

### حضرت الامیر مدظلہٗ کی طرف سے شہداء اور زخمیوں کو خراجِ عقیدت

حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے لاہور، ملتان، لیہ، کراچی، حیدرآباد اور دیگر شہروں میں حالیہ مظاہروں کے دوران پولیس تشدد سے جاں بحق ہونے والے شہداء کو ایک بیان میں زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ ان شہداء نے جس مقدس مشن کے لئے اپنے قیمتی خون کا نذرانہ دیا ہے اس کی تکمیل کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ان کا خون رنگ لائے گا اور انشاء اللہ تعالے بہت جلد ظلم و جبر کا خاتمہ ہو کر رہے گا۔ حضرت الامیر مدظلہ نے مظاہروں میں زخمی ہونے والوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصی دعاء فرمائی۔ آپ نے کہا میں اس موقع پر حکمران گروہ سے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اس نے انسانی تاریخ کے شرمناک ترین تشدد کا مظاہرہ کیا ہے اور انہیں اس ظلم کی سزا کا سامنا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے کیونکہ قدرت کا قانون ہے کہ ظلم کسی حالت میں معاف نہیں ہوتا۔ اور ظالموں کو ان کے کئے کی سزا مل کر رہتی ہے حضرت الامیر نے شہداء کے درجات کی بلندی اور تحریک کی کامیابی کے لئے بھی خصوصی دعا فرمائی ہے

### شہید صحافی کا جنازہ

پندرہ روزہ خزینہ مشرق لاہور کے ایڈیٹر جناب طارق شہزاد شہید کی نماز جنازہ گذشتہ روز سراج پورہ شالامار ٹاؤن لاہور میں ادا کی گئی نماز جنازہ زاہد الراشدی نے پڑھائی اور قومی اتحاد کے صوبائی صدر جناب حمزہ، مولانا سعید الرحمٰن علوی، مولانا قاری سیف اللہ اکرم، خان اقبال احمد خان، ارشد چودھری مولانا سلطان محمود اور دیگر راہنماؤں کے علاوہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ بعد میں شہید کو مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جناب حمزہ نے شہید کے اعزہ سے تعزیت بھی کی۔

### طالب علم شہید کا جنازہ

اچھرہ کے شہید طالب علم سہیل شامی کی نماز جنازہ گذشتہ شب کھلے روڈ پر پڑھائی گئی جس میں ہزاروں لوگوں کے علاوہ جناب حمزہ، مولانا زاہد الراشدی، مولانا سعید الرحمٰن علوی، جناب اکرام القادری، مولانا محمد طیب باروتی، میاں محمد عارف، جناب محمد فاروق قریشی نے بھی شرکت کی۔ اور شہید کے والد اور بھائیوں سے تعزیت کی۔

### حافظ محمد صابر شہید

جامعہ مدنیہ لاہور کے دورۂ حدیث کے متعلم حافظ محمد صابر شیخوپوری گذشتہ روز لاہور کے مظاہروں میں پولیس کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔ ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں کوٹ پنڈی داس میں ادا کی گئی۔ اور بعد ازاں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے صدر جناب میاں محمد عارف نے مولانا ظہور الحق، جناب عبد الرحمٰن درخواستی، جناب عبد اللطیف شاکر اور جناب محمد افضل کی معیت میں کوٹ پنڈی داس جا کر شہید کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔

حافظ عبد الحق

### گرفتار کر لئے گئے

جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ کے صدر جناب حافظ عبد الحق خان بشیر کو گذشتہ روز پولیس نے گکھڑ سے لاہور آتے ہوئے گوجرانوالہ میں بس سے اتار کر حراست میں لے لیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ان کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے

اور انہیں ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ پہنچا دیا گیا ہے۔

## ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا کہ قصبہ گکھڑ میں پولیس چوکی کا انچارج اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ پیپلز پارٹی کے مقامی عہدیداروں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر پاکستان قومی اتحاد کی پر امن احتجاجی تحریک کو تشدد کی راہ پر ڈالنے کی سازش کر رہے ہیں اس وقت صورت حال یہ ہے۔

و پیپلز پارٹی کے مقامی عہدہ دار بالخصوص مسٹر مقبول بٹ پولیس دستوں کی قیادت کرتے ہوئے عوام پر تشدد کراتے ہیں۔

و اپنی پسند کے افراد کو گرفتار کرا کے چھڑوا لاتے ہیں اور یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ قومی اتحاد کے کارکن تھے جو معافی مانگ کر آگئے ہیں۔

و پولیس قومی اتحاد کے گرفتار کارکنوں سے جبراً سفید کاغذ پر دستخط کرا کے ان پر معافی نامے لکھتی ہے۔

و قومی اتحاد کے مقامی راہ نماؤں کے گھروں پر چھاپے مار کر ان کی خواتین اور بچوں کو بلاوجہ ہراساں کیا جا رہا ہے۔

میں پیپلز پارٹی اور مقامی انتظامیہ کے گٹھ جوڑ کی شدید مذمت کرتے ہوئے آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ انچارج پولیس چوکی گکھڑ اور آر ایم کو فی الفور تبدیل کیا جائے۔ ورنہ حالات کے بگڑ جانے کی صورت میں نتائج کی تمام تر ذمہ داری صرف آپ پر ہوگی۔

(زاہد الراشدی نائب صدر پاکستان قومی اتحاد صوبہ پنجاب ۱۳۳ ڈیوس روڈ لاہور)

## میانوالی میں جلوس

۷ مارچ کے قومی اسمبلی کے عام انتخابات میں مبینہ دھاندلیوں اور ریڈیو ٹیلی ویژن سے بوگس نتائج کے خلاف قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا صوبائی الیکشن سے بائیکاٹ کے فیصلے پر میانوالی کے غیور عوام نے جس طرح عمل کیا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ہے مرکزی کونسل کے اعلان کے مطابق ۱۴ مارچ کو شروع ہونے والی تحریک پورے زور وشور سے جاری ہے۔ اور جاری رہے گی۔ انشاء اللہ

مرکزی قائدین، صوبائی قائدین اور ضلعی قائدین کی گرفتاری کے باوجود میانوالی کے عوام کے حوصلے نہایت بلند ہیں ہر روز موتی مسجد سے نکالے جانے والے جلوس میں ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔ جن میں پیپلز پارٹی کا پڑھا لکھا طبقہ بھی شامل ہوتا ہے۔

۱۴ مارچ کو دس بجے مسجد کو باٹیاں سے جلوس نکالا گیا۔ نہتے اور پر امن جلوس پر رائے شبیر کی نگرانی میں لاٹھیاں برسائی گئیں جس سے ہمارے چند کارکن شدید زخمی ہو گئے۔ ایک کارکن جو کہ کلمہ طیبہ کا ورد کر رہا تھا۔ اس پر دس پولیس مینوں نے یک دم یلغار کر دی لیکن اس انسان کے پایہ استقلال میں لرزش تک نہ ہوئی۔ گھنٹہ کے وقفہ کے بعد کالج کے طلباء نے جلوس نکالا اور انہوں نے لاٹھیوں اور آنسو گیس کے بدلے میں پولیس پر پتھراؤ کیا۔ پھر تو یہ روزانہ کا معمول بن کر رہ گیا۔ اور کارکن گرفتاریاں پیش کرتے رہے، تحریک کے پانچویں دن ۱۸ مارچ بروز جمعہ المبارک بعد از نماز جمعہ موتی مسجد سے ایک عظیم جلوس نکالنے کا پروگرام تھا۔ اور اس جلوس کی قیادت ملک محمد یوسف سیکرٹری اطلاعات جمعیت علماء اسلام کرنے والے تھے۔ مسجد کی مغربی طرف ایف، ایس، ایف کی بھاری جمعیت اور مشرقی طرف پولیس مع اسلحہ موجود تھی جب جلوس موتی مسجد کے مین گیٹ سے نکل کر چند قدم آگے بڑھا تو ڈیوٹی مجسٹریٹ رائے شبیر کے حکم سے ایک تھانیدار نے جلوس کے آگے لکیر لگاتے ہوئے کہا کہ یہ جلوس اس سے آگے نہیں بڑھنے دیا جائے گا۔ لیکن شرکائے جلوس اس کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھے جس پر پولیس نے لاٹھی چارج شروع کیا کارکنوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ لیکن پھر بھی چند کارکن زخمی ہو گئے۔ جس پر کارکن دکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور پولیس پر خشت باری شروع کر دی۔ جس سے دو پولیس مین شدید زخمی ہو گئے۔ بعد ازاں پولیس اور مظاہرین میں ٹھن گئی پولیس نے اس دن تقریباً اسی یا نوے کے قریب آنسو گیس کے شیل استعمال کئے۔ سینکڑوں گولیاں برسائیں لیکن جب ایک اشک آور گیس کا گولا مسجد کے صحن میں آکر پھٹا تو ہجوم اور زیادہ مشتعل ہو گیا۔ اور اس نے بڑھ کر پولیس پر حملہ کر دیا جس سے پولیس بھاگ کھڑی ہوتی۔ اس دوران ایف، ایس، ایف خاموش تماشائی بن کر کھڑی رہی۔

اس دن قومی اتحاد کے کارکنوں نے ۲ تھانیداروں ۲۷ سپاہیوں کو پکڑ کر معاف کر دیا۔ ایک ٹوپی جلائی گئی اور رائے شبیر احمد کو اس وعدہ پر رہا کیا گیا کہ وہ میانوالی چھوڑ جاتے گا۔ پولیس کی شکست کے بعد شہریوں نے ایک بہت بڑا جلوس نکالا جو کہ ۴ گھنٹوں تک شہر کی اہم سڑکوں پر گشت کرتا رہا اور پولیس خاموش تماشائی کی حیثیت سے ریلوے اسٹیشن کے قریب فیصل چوک پر کھڑی رہی۔ تاہم شرکائے جلوس پر امن رہے اور انہوں نے کسی املاک کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

۲۶ مارچ کو پورے بازار میں ایک دکان بھی نہیں کھلی۔ ۳ بجے موتی مسجد سے ایک عظیم جلوس جاوید نیازی، مسعود نیازی اور دیگر قائدین کی زیر قیادت نکالا گیا۔ جس میں قائدین نے شرکائے جلوس سے خطاب کیا اور جلوس میں اہم چوراہوں پر بھٹو کے پتلے جلائے گئے۔ جس کے بعد ڈپٹی کمشنر نے ایک دفعہ پھر کوشش کی یاد رہے کہ یہ آرڈر ڈپٹی کمشنر نے پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کے اشارہ پر دیا کہ جلوس نہ نکالا جائے لیکن پولیس نے انکار کر دیا۔ اے سی صاحب اور ڈیوٹی مجسٹریٹ نے رات کو گرفتاریوں کے لئے چھاپے مارنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ڈپٹی کمشنر نے ایف، ایس، ایف کو مقرر کیا۔ لیکن ڈیوٹی مجسٹریٹ نے موتی مسجد کے گیٹ پر گرفتاریاں لینے سے انکار کر دیا۔ ادھر جیل میں جیل حکام کے رویہ کے خلاف تمام قیدیوں نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے، کمشنر سرگودھا ڈویژن بھی منت سماجت کر چکے ہیں۔ لیکن تاحال بھوک ہڑتال

جاری ہے۔ جس کے نتیجے میں ۳۸ قیدیوں کو سنٹرل جیل اٹک منتقل کر دیا گیا۔

## شہدار کو ایصال ثواب

## کے لئے قرآن خوانی

حالیہ مظاہروں میں پولیس فائرنگ سے جان بحق ہونے والے شہدار کو ایصال ثواب کے لئے جمعیت علمار اسلام کے مرکزی دفتر میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ اس محفل میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا امیر حسین گیلانی، مولانا اکرام القادری، مولانا غلام اکبر سلیمانی اور جناب عبدالرحمٰن درخواستی نے بھی شرکت کی۔

قرآن خوانی کے بعد شہدار کی مغفرت اور تحریک کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔

## چمن بلوچستان

قومی اتحاد چمن (بلوچستان کے زیر اہتمام دفعہ ۱۴۴ کے سلسلے میں جلوس نکالے گئے۔ جلوس باقاعدہ طور پر جامع مسجد حاجی فاروق سے نماز عصر کے بعد روزانہ بلاناغہ پرامن طور نکلتا ہے۔ جلوس کی قیادت ہمیشہ علمار کرام کرتے رہے ہیں۔

پہلا گروپ بروز اتوار ۲۰ مارچ ۱۹۷۷ء کو جلوس کی شکل میں جیل گیا۔ یہ گروپ تمام کا تمام علمار کرام پر مشتمل ہے۔ یہ حضرات چمن کے چیدہ علمار میں سے ہیں جنہوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔ ان کے اسمار گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا محمد نور صاحب
۲۔ 〃 〃 عبدالغنی 〃
۳۔ 〃 〃 عبدالحکیم 〃
۴۔ 〃 〃 عبدالعلی 〃
۵۔ حضرت مولانا نور محمد صاحب
۶۔ 〃 قاری ولی محمد صاحب

بروز سوموار ۲۱ مارچ ۱۹۷۷ء کو دوسرا جلوس نکالا گیا۔ حسب ذیل حضرات نے گرفتاریاں پیش کیں۔

۱۔ مولوی عبدالرحمان صاحب
۲۔ سید علاؤ الدین 〃
۳۔ مولانا سید صبغت اللہ آغا 〃
۴۔ 〃 عبدالستار صاحب
۵۔ 〃 جلال الدین 〃
۶۔ 〃 عبدالرحمٰن 〃

تیسرا جلوس بروز منگل ۲۲ مارچ ۱۹۷۷ء کو نکالا گیا۔ گرفتار شدگان حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا ولی محمد صاحب
۲۔ مولوی محمد رسول صاحب
۳۔ مولانا دوست محمد 〃
۴۔ 〃 عبدالکریم 〃
۵۔ 〃 یار محمد 〃
۶۔ 〃 داوار 〃

چوتھا جلوس بروز بدھ ۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء کو نکالا گیا۔ گرفتار حضرات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا عبداللہ جان صاحب
۲۔ 〃 محمد عثمان 〃
۳۔ 〃 عبدالمجید 〃
۴۔ 〃 محمد شفیع 〃
۵۔ 〃 حق داد 〃
۶۔ 〃 عبدالواحد 〃

پانچویں جلوس بروز جمعرات ۲۴ مارچ ۷۷ء کو نکالا گیا۔ گرفتار شدہ حضرات کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالرحیم صاحب
۲۔ حافظ مطیع اللہ 〃
۳۔ ملا سید محمد اخند 〃
۴۔ 〃 عبدالعلی 〃
۵۔ 〃 عبداللہ 〃
۶۔ 〃 محمد علیمی 〃

چھٹا جلوس بروز جمعہ ۲۵ مارچ ۱۹۷۷ء کو نکالا گیا۔ حسب ذیل حضرات نے گرفتاریاں پیش کیں۔

۱۔ مولانا عبدالشکور صاحب
۲۔ ملا خیر محمد 〃
۳۔ حاجی ملا ملنگ اخند صاحب
۴۔ صالح محمد آغا 〃
۵۔ حاجی عبدالرشید 〃
۶۔ محمد رسول 〃

ساتواں جلوس بروز ہفتہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۷ء کو نکالا گیا۔ گرفتار شدگان کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ میر حمزہ صاحب
۲۔ قاضی ولی داد 〃
۳۔ مولوی عبدالرزاق صاحب
۴۔ ملا عبدالغفور 〃
۵۔ 〃 عبدالقدوس 〃
۶۔ صوفی عبدالودود 〃

کے نزدیک روس کی طرف سے یہ ایک موثر پیش کش ہے۔

اس ملاقات میں جیسا کہ پریزیڈنٹ نے اپنی تقریر میں کہا ہے۔ مشرق وسطےٰ کے تنازعے کے تصفیئے اور جنیوا کانفرنس کے انعقاد کے سوال پر بھی بات چیت ہوگی۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی دقت اسرائیلی حکومت کا یہ موقف ہے کہ وہ تنظیم آزادی فلسطین کی نمائندہ حیثیت تسلیم نہیں کرتا ہے۔ اسرائیل کے اس موقف کی ماضی میں امریکہ حمایت کرتا رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سوال پر امریکہ کس حد تک حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔ آیا وہ اسرائیل کی اندھی حمایت جاری رکھتا ہے۔ یا تنازعہ کے تصفیہ کے لئے اسرائیل پر دباؤ ڈالنے پر آمادہ ہوتا ہے۔

بعض حلقوں کے مطابق بحر ہند کو امن کا علاقہ قرار دینے کا سوال بھی زیر غور آئے گا۔ اس علاقہ میں اسٹریلیا سے افریقہ تک امریکہ کے بحری اڈوں کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ کیا امریکہ ان اڈوں کو بند کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اس سوال میں یہی متنازعہ مسئلہ ہے۔


**پیشاب کی زیادتی،**
پیاس کی شدت، نظام ہضم کی خرابی، جگر کی گرمی اور خون کی کمی کا کامیاب علاج کیا جاتا ہے

**حکیم حافظ محمد یونس بی اے فاضل الطب والجراحت**
گوالمنڈی سٹ عقب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور

## زخمیوں کی امداد کے لئے

### خصوصی فنڈ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے پولیس تشدد سے زخمی ہونے والے کارکنوں کی دیکھ بھال کے لئے جیل سے ایک ہزار روپے کا عطیہ صوبائی قومی اتحاد کو بھجوایا ہے۔

قومی اتحاد کی صوبائی شاخ نے حضرت مدظلہ کی تجویز پر اس مقصد کے لئے خصوصی فنڈ قائم کر دیا ہے۔ مسلم لیگ کے چودھری محمد صادق ایڈووکیٹ اور جمعیت علماء اسلام سید مٹھا بازار لاہور کے رہنما فقیر محمد خان صاحب نے بالترتیب ایک ہزار روپیہ اور پانچ سو روپے خصوصی فنڈ میں دیئے ہیں۔

## مدعی سست گواہ چست

۲۵ مارچ کے ترجمان اسلام لاہور میں "ایک بے لگام صاحبزادہ" کے عنوان سے یہ منحوس خبر پڑھ کر کہ بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے ابرہا جس ہاتھی پر سوار ہو کر آیا تھا اس کا نام محمود تھا اور اس ملک کو تباہ کرنے والا بھی مفتی محمود ہے۔

یہ کس نے کہا؟ نام لیتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ مگر ترجمان کے رپورٹر کے مطابق ایک جلسہ عام میں صاحبزادہ فیض الحسن سجادہ نشین آلو مہار شریف نے یہ جاہلانہ نکتہ بیان کیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب کیا ہیں؟ اور کیا نہیں، اس کے لئے کچھ بیان کرنے سے نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ بہر حال ان کے اس تازہ قول سے یہ ضرور ثابت ہو گیا ہے کہ وہ کچھ بھی ہو مگر "محمود" نہیں ہے ہاں اتنا ہم گناہ گار بھی ضرور جانتے ہیں بلکہ ان کے گواہ ہیں کہ جب ہی ان کو محمود بنانے کے لئے ملک کی ایک مخلص اور سرفروش جماعت نے پوری پوری کوشش کر کے میدان میں انکو لائی تو خدا گواہ اس نے محمود بننے سے انکار کر دیا۔ اب وہ اپنے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر گھبرا گیا ہے اور صرف محمود سے ہی اس کو چڑ ہو گئی ہے تو یہ سمجھ سے بالاتر نہیں۔ مگر یہ ہم کو بھی یقین ہے کہ جب ہی مجاہد اعظم پاکستانیوں کے دل کی آواز حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ میدان کو فتح کر کے اپنے مقام محمود پر متمکن ہوں گے تو یہ صاحبزادہ بھی سجدہ سہو بجا لائے گا مگر افسوس کہ وہ وقت سجدہ کا نہیں ہو گا۔ اس لیے لوگ پکار اٹھیں گے۔

؎ یہ نادان گر گیا سجدہ میں جب وقت قیام آیا

اگر ان چند سطروں کو صاحبزادہ صاحب خود پڑھیں تو ہم ان کو صرف ان کی ایک تقریر ایک اقتباس یاد دلاتے ہیں کہ وہ ......... تو اس کمبل کو چھوڑتا تھا مگر کمبل اس کو نہیں چھوڑتا تھا وہی مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس ......... بندہ پر رحم فرمائے۔ (آمین)

(حافظ ارشاد احمد دیوبندی)


## تازہ پھلوں کا مرکز

ہر قسم کے تازہ وصحت بخش پھل

مالٹے، کیلے، سیب، کنوں

بارعایت خریدنے کیلیے تشریف لائیں، ہر موسم میں بہترین پھل مہیا کرنے والے

**عبداللطیف فروٹ مرچنٹس**

مین بازار منڈی حاصل پور


حافظ عبد الحمید امیر جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کی والدہ علیل ہیں۔ قارئین سے دعاء صحت کی اپیل ہے

## جرأتوں کا شہنشاہ

ہفت روزہ چٹان لاہور کے نمائندہ خصوصی برائے کوئٹہ جناب طارق نیازی نے پاکستان قومی اتحاد بلوچستان کے صدر اور جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم عمومی حاجی محمد زمان خان اچکزئی کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ لیجیے: انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

"جناب محمد زمان خان اچکزئی پاکستان قومی اتحاد کے صدر سابق سینیٹر اور جمعیۃ علماء اسلام کی غیرت زندہ اور دیدۂ بصیرۃ ہیں —— آج کل زنجیروں اور سلاخوں سے کھیل رہے ہیں جناب اچکزئی ہمیشہ مصیبت کو حکمت سے ٹالتے رہے ہیں، لیکن جب کبھی مصیبت آئی تو:

### جرأتوں کے اس شہنشاہ

نے آزمائشوں کو رسوا نہیں کیا۔

**زنجیروں کو زیور**

اور

**سلاخوں کو گھر سمجھا**

ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ۱۱ اپریل ۱۹۷۷ء۔

# جامعہ مدنیہ کے طالب علم محمد صابر لاہور میں شہید کر دیئے گئے!

## جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سینکڑوں کارکن گرفتار اور زخمی!

۹ اپریل کو لاہور میں پنجاب کی نام نہاد جعلی اسمبلی کے اجلاس کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر جو احتجاجی مظاہرے ہوئے ہیں جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پروگرام کے مطابق طلبہ اور خواتین کا جلوس شارع فاطمہ جناح دفتر قومی اتحاد سے نکلنا تھا۔ لہٰذا جمعیۃ طلباء اسلام کی طرف سے اخبار میں اشتہار دے دیا گیا کہ تمام کارکن جلوس میں شرکت کریں۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے دفتر سے مرکزی صدر اور ناظم عمومی کارکنوں کے ہمراہ جلوس میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں بیشتر طلباء شامل ہوتے گئے۔

تقریباً پچاس طلباء کا گروپ جلوس میں شرکت کے لیے جب گنگا رام ہسپتال پہونچے تو پولیس نے مزاحمت کی۔ طلباء نے آگے بڑھنا چاہا، لیکن پولیس نے آنسو گیس کے شیل پھینکنا شروع کیے۔ طلباء نے جوابی خشت باری کی لیکن پولیس نے فائرنگ شروع کر دی پولیس نے وحشیانہ انداز میں فائرنگ کی اور میڈیکل کالج کے سیکنڈ ایئر کے طالب علم جناب سہیل شامی صاحب پولیس کی گولیاں لگنے سے شہید ہو گئے۔ طلباء کا گروپ بڑی ہمت سے وہاں سے نکل کر ہائی کورٹ پہونچا۔ جہاں وکلاء کا جلوس نکلنا تھا جمعیۃ طلباء کے تمام کارکن وکلاء کے جلوس میں شامل ہو گئے۔ پاکستان قومی اتحاد کے قائمقام صدر نوابزادہ نصر اللہ خان نے جلوس کی قیادت کی۔ اس جلوس میں خواتین بھی شامل ہو گئیں۔ جلوس اسمبلی ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا، پولیس نے شدید مزاحمت کی، لیکن حوصلہ مند خواتین، وکلاء طلباء اور عوام بڑھتے گئے۔ پولیس نے زبردست شیلنگ اور فائرنگ شروع کر دی۔ لوگوں نے مختلف مقامات میں پناہ حاصل کی۔ طلباء اور عوام کا ایک گروپ ہائی کورٹ بلڈنگ میں چلا گیا لیکن پولیس کے درندوں نے وہاں بھی ان کا پیچھا کیا اور زبردست فائرنگ کی اور نشانہ لگا کر اس طرح حملہ آور ہوئے جیسے کہ وہاں مال روڈ پر نہیں بلکہ واہگہ کی سرحد پر لڑ رہے ہیں۔

ہائی کورٹ کے علاقہ میں متعدد افراد زخمی ہوئے اور تین آدمی شہید ہو گئے۔ ان شہداء میں جامعہ مدنیہ کے دورہ حدیث کے طالب علم جناب محمد صابر صاحب بھی شہید ہو گئے۔ صابر صاحب شیخوپورہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا ان کی میت کو شیخوپورہ لے جایا گیا۔ صابر صاحب کو ۱۰ اپریل کو ان کے شہر میں دفن کیا گیا۔ ان کے جنازہ میں شرکت کے لیے لاہور سے متعدد افراد شامل ہو گئے جن میں جامعہ مدنیہ لاہور کے طلباء اور اساتذہ کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام کے قائم مقام صوبائی ناظم مولانا محمد طیب ہارونی اور دیگر علماء نے شرکت کی۔

### پشاور میں احتجاجی مظاہرہ:

گذشتہ دنوں ۶ مارچ کو صوبہ سرحد کی نام نہاد اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر پشاور میں زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ جس میں ہزاروں عوام اور طلباء نے شرکت کی۔ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے صدر جناب فضل الرحمٰن نے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے مظاہرین سے خطاب کیا۔ بعدازاں پولیس نے جناب فضل الرحمٰن صاحب کو گرفتار کر لیا۔ اس سے قبل ۲۶ فروری کو مردان سے مشہور طالبعلم رہنما اور جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے ناظم عمومی جناب حافظ بشیر احمد کمال کو گرفتار کر لیا گیا ہے صوبہ سرحد کے دفتر کی اطلاع کے مطابق اب تک صوبہ سرحد میں تقریباً ڈیڑھ سو کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

### ضلع تھرپارک سے:

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع تھرپارکر کے سابق صدر اور ڈگری کالج کے مشہور طالبعلم رہنما جناب اکمل ندیم اور میرپور خاص سے ضلع تھرپارکر کے صدر حافظ مظہر حسین صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔

### ضلع بہاولنگر

ملک کے دیگر شہروں کی طرح بہاولنگر میں بھی زبردست احتجاجی تحریک جاری ہے اور جمعیۃ طلباء کے کارکن بے مثال قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

اب تک ہارون آباد سے ضلعی صدر ملک خلیل احمد اعوان، چشتیاں سے ذوالفقار احمد بھٹی، بہاولنگر سے عبداللہ محمود، ضلعی ناظم عمومی خالد محمود وٹو، منچن آباد سے افتخار اور فقیر والی سے محمد حنیف گرفتار ہو چکے ہیں۔

## کھرڑ پکا

جمعیۃ طلبا اسلام کھرڑ پکا کے درج ذیل کارکن گرفتار ہو چکے ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | جناب | محمد نواز بلوچ | صاحب |
| ۲ | " | محمد صدیق ناصر | " |
| ۳ | " | غلام قادر صابر | " |
| ۴ | " | تصور اقبال | " |
| ۵ | " | عبدالمجید | " |
| ۶ | " | فیض احمد | " |
| ۷ | " | محمد رمضان | " |
| ۸ | " | عبدالمالک | " |
| ۹ | " | محمد لقمان | " |
| ۱۰ | " | محمد اسحاق شاہ | " |
| ۱۱ | " | محمد عثمان قریشی | " |
| ۱۲ | " | عبدالغفار ندیم | " |
| ۱۳ | " | عبدالعزیز شاکر | " |
| ۱۴ | " | بشیر احمد الہ آبادی | " |
| ۱۵ | " | محمد قاسم ربانی | " |
| ۱۶ | " | محمد رمضان | " |

## وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

جمعیۃ طلبا اسلام وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے سرپرست مولانا الطاف صاحب اور دو کارکن ظہیر احمد توکلی اور چوہدری محمد حسین نے احتجاجی مظاہرہ کی قیادت کرتے ہوئے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔

## انتخابی اجلاس

گزشتہ دنوں جمعیۃ طلبا اسلام ٹنڈو غلام علی کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت رمضان علی رکن جمعیۃ طلبا اسلام منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا عبدالغنی مدرس مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن ٹنڈو غلام علی نے جمعیۃ طلباء اسلام کے دستور اور اس کے اغراض و مقاصد اور تنظیم و دیگر امور پر واضح طور پر روشنی ڈالی۔ اجلاس میں شرکا کی تعداد دینی درس گاہ و اسکول و کالج سمیت ۴۲ تھی۔

اجلاس کے اختتام پر مقامی شاخ کا انتخاب عمل میں آیا:

| | | |
|---|---|---|
| سرپرست | : | مولانا عبدالغنی صاحب |
| صدر | : | فضل اللہ پٹھان " |
| ناظم اعلیٰ | : | منصور علی " |
| ناظم | : | اصحاب زاہد جاطے " |
| ناظم نشریات | : | شفیق الرحمٰن آرائیں " |
| خازن | : | محمد سلیم " |

انتخاب کے بعد عہدیداروں نے جمعیۃ طلباء کے پروگرام کو دل و جان سے قبول کیا اور عہد وفاداری کا حلف اٹھایا اور ہر طور ایثار و قربانی کا عہد کیا۔

## شمولیت

آج یہاں جمعیت طلبا اسلام مستونگ کا ایک ہفتہ وار اجلاس زیر صدارت صدر جمعیۃ طلبا اسلام جناب عبداللہ منعقد ہوا۔

اجلاس میں مدارس کے طلباء کے علاوہ کالج اور سکول کے بہت سے ساتھی شامل تھے۔

سکول اور کالج کے بعض ساتھیوں نے جمعیت طلباء میں شمولیت اختیار کی۔

گورنمنٹ پائلٹ سکول مستونگ سے جناب محمد بلال جماعت دہم محمد ایوب جماعت نہم اور گورنمنٹ ڈگری کالج سے جناب محمد اسلم کرین اور عبداللہ سانگ زئی نے جمعیۃ میں شمولیت اختیار کی۔

## تنظیمی دورہ

گزشتہ دنوں ضلع گوجرانوالہ کے صدر جناب محمد فاروق شیخ، سیکرٹری جنرل حافظ منیر احمد اور عبدالحق صاحب نے ضلع بھر کا دورہ کیا۔ ضلعی صدر جناب محمد فاروق شیخ نے وزیر آباد، حافظ آباد علی پورہ، لدھے والا چیمہ، ایمن آباد میں طلبا سے خطاب کیا اور انفرادی طور پر بھی طلبا سے ملاقاتیں کیں۔ اس طرح کافی تعداد میں سب نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت اختیار کی۔ بعدازاں انتخابات عمل میں آئے، جو درج ذیل ہیں:

### وزیر آباد

| | | | |
|---|---|---|---|
| سرپرست | : | حافظ نصیر احمد عابدی | کالج |
| صدر | : | محمد عارف | " |
| نائب صدر | : | عابد کبیر | سکول |
| " | " | محمد ریاض | " |
| ناظم عمومی | : | محمد امتیاز | کالج |
| ناظم | : | محمد فیاض شاہد | " |
| خازن | : | محمد آصف | سکول |
| ناظم نشریات | : | عطاء الرحمٰن | کالج |
| آفس سیکرٹری | : | محمد شکیل | سکول |

### علی پورہ شہر

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| صدر | : | محمد شفیق صاحب | | کالج |
| نائب صدر | : | عبداللطیف | " | مدرسہ |
| ناظم عمومی | : | انوار الحق | " | سکول |
| ناظم | : | عبدالقیوم | " | " |
| خازن | : | ظہیر الدین | " | مدرسہ |
| ناظم نشریات | : | عبدالناصر | " | سکول |

ضلع بھر کا دورہ مکمل کرنے کے بعد ضلعی مجلس عاملہ کا اجلاس دفتر جمعیۃ طلبا اسلام میں زیر صدارت محمد فاروق شیخ منعقد ہوا۔ اجلاس میں صوبہ پنجاب کے نائب صدر ظہیر میر نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی کام کو تیز تر کرنے کی ہدایات دیں۔ آخر میں ضلعی صدر محمد فاروق نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے تمام طلباء کو ہدایت کی کہ وہ قومی اتحاد کے شانہ بشانہ چل کر اپنی روایات کو زندہ رکھیں۔ اور جماعت کے پروگرام کو ضلع بھر کے کونہ کونہ میں پھیلا دیں۔ آخر میں قرار دادیں پاس کی گئیں۔

۱ تعلیمی ادارے فوراً کھولے جائیں

۲ طلبا برادری پر لاٹھی چارج کی مذمت کی گئی۔

۳ جمعیۃ طلبا اسلام پنجاب کے قائم مقام امیر حضرت مولانا سرفراز خان کی گرفتاری کی شدید مذمت کی گئی۔

تلخ و شیریں

# ظلم اور ظلم کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں

تقریباً پندرہ دن پیشتر کالم "تلخ و شیریں" کے لئے کچھ میٹریل ارسال کیا تھا۔ مگر محکمہ ڈاک نے "دیانتداری" کا روشن ثبوت دیتے ہوئے آپ تک نہیں پہنچنے دیا۔ اب پہلے میٹیریل میں کچھ اور شامل کیا ہے۔ جو باتیں OUT OF DATE خیال فرمائیں۔ وہ شائع نہ کریں مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ایک اور بات وہ یہ کہ اس کالم کا نام بدل کر "نمک پارے" کر دیا جائے تو کیسا رہے گا؟ نمک شیریں تو ہرگز نہیں ہوتا۔ لیکن آپ اسے تلخ بھی نہیں کہہ سکتے۔ یوں سمجھئے "درمیانی راہ" بھی قرار دی جا سکتی ہے اور بزرگوں سے سنا ہے کہ "درمیانی راہ" سب راستوں سے اچھا راستہ ہے۔

دیکھیں! یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہوتا" یہ رائے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

والسلام محمد صالح الرحمان خانیوال

۱۔ سنجے گاندھی انتخاب ہار گئے۔ (ایک خبر)
صدر پاکستان کے صاحب زادے چودھری عطاء الٰہی سے "مشورہ" کیا ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی۔

۲۔ اندرا گاندھی نے استعفیٰ دے دیا۔ (ایک خبر)
بھٹو صاحب کب دیں گے۔ ؟؟

۳۔ بھارت میں کانگریس انتخاب ہار گئی۔ (ایک خبر)
پاکستان ریڈیو اور ٹی وی کے اناؤنسر بھارت میں ہوتے تو جیت یقینی تھی۔

۴۔ رشوت خور ارکان اسمبلی کو کسی صورت معاف نہیں کیا جائے گا۔ (صادق قریشی)
مگر آپ کی حکومت نے تو "آدم خوروں" تک کو بھی کچھ نہیں کہا۔

۵۔ پاکستان نے وزیراعظم بھٹو کی قیادت میں شاندار ترقی کی ہے۔ (پانگ چانگ واڈ)
اور ہر شہر میں جلسے جلوس، لاٹھی چارج اور اندھا دھند فائرنگ اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۶۔ قومی اسمبلی کے حالیہ انتخابات قطعی غیر آئینی ہیں۔ (مفتی محمود)
قبلہ! ریوڑیاں بانٹنے کو تو انتخابات کا نام نہ دیں۔

۷۔ عبدالحفیظ پیرزادہ نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ (ایک خبر)
بھٹو کی آواز اور انداز کی نقل درست باقی سب جھوٹ ـــــ نرا جھوٹ

۸۔ عوام شورش اور ہنگاموں سے بے زار ہیں۔ (بھٹو)
عوام بھٹو، شورش اور ہنگاموں سے بیزار ہیں۔ بات مکمل کریں نا!

۹۔ کبیر والا کے صوبائی حلقہ کا ریکارڈ "مہر" کر دیا گیا۔ (ایک خبر)
مگر ہمیں تو چیف الیکشن کمشنر کا ضمیر "مہر بمہر" معلوم ہوتا ہے۔

۱۰۔ رضا کارانہ طور پر گرفتاریاں پیش کرنے والوں کو تھانے میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ (ایک خبر)
اک ذرا صبر کہ فریاد کے دن تھوڑے ہیں
ظلم اور ظلم کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں

۱۱۔ چیف الیکشن کمشنر سجاد احمد جان فوراً استعفیٰ دے دیں (ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی قرارداد)
مگر وہ تو "رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے" کا موڈ بنائے بیٹھے ہیں۔

۱۲۔ پاکستانی عوام ایجی ٹیشن کی سیاست کو پسند نہیں کرتے۔ (بھٹو)
درست فرمایا۔ عوام صرف ملک اختر کی سٹین گن بردار سیاست کو "پسند" کرتے ہیں۔

۱۳۔ پنجاب اسمبلی کا اجلاس نو اپریل کو ہوگا۔ (ایک خبر)
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا۔

۱۴۔ نصرت بھٹو کے اسمبلی کی ممبر منتخب ہوتے پر ممبران اسمبلی نے ڈیسک بجا کر داد دی۔ (ایک خبر)
جمہوریت بجانے کے بعد اب ڈیسک بجانے کا کام شروع ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔